85

مسلکی تعصب میں تحریف حدیث کی
ایک اور ناکام کوشش

تحریف شدہ

عن عقبة بن صهبان سمع عليا يقول
اليسرى تحت السرة
الكلبي قال حدثني محمد بن مالك عن

"تحت السُرة"
ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

اصل مخطوطہ

"تحت الثَندُوَة"
چھاتی کے نیچے یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا

ایڈیٹر: کفایت اللہ سنابلی ○ نائب ایڈیٹر: خلیل الرحمٰن سنابلی

يده على يمينه فاسترخيهما على فخذيه وروي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه صنعه
ابن مسعود . وقد روي عن سعيد بن جبير هذا التأويل لانه ثبت عنه انه كان
يضع اليمنى على اليسرى في صلاته فوق السرة فهذا ما روي عن بعض التابعين في
هذا الباب وليس بخلاف لانه ليس عن واحد منهم كراهية ولو ثبت ذلك
لما كانت فيه حجة لان الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها ولا سيما
سنة لم يثبت عن احد من الصحابة خلافها . وذكر ابو بكر بن ابي شيبة عن يحيى بن
سعيد القطان عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن ابي زياد مولى آل دراج
قال ما رأيت فنسيت فاني لم انس ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه كان اذا قام في
الصلاة قال هكذا ووضع اليمنى على اليسرى . قال وحدثنا وكيع قال حدثنا
عبد السلام بن شداد الجريري ابو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن ابيه قال
كان علي اذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع
الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده . قال وحدثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن
بن اسحق عن زياد بن زيد السوائي عن ابي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع
الايدي على الايدي تحت السرر . قال وحدثنا عبد الاعلى عن المستمر بن الريان
عن ابي الجوزاء انه كان يأمر اصحابه ان يضع احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي .
قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد بن ابي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن ظبيان عن علي في قوله تعالى فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة .
ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظبيان عن علي مثله سواء .
وذكر الاثرم قال حدثنا ابو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن ظبيان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى
على اليسرى تحت السرة . قال وحدثنا العباس بن الوليد قال حدثنا ابو رجاء
الكلبي قال حدثني عمرو بن مالك عن ابي الجوزاء عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة . وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال
ان من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور . والاشهر
احاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لا تقوم بها حجة اعني الاحاديث
عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في اول هذا الباب آثارا صحاحا معروفة والحمد لله
اخبرنا عبد الله بن محمد قال حدثنا محمد بن بكر قال حدثنا ابو داود قال حدثنا مسدد

میگزین ممبرشپ رابطہ نمبر: 022-26500400 / 8291063765

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ:

Islamic Information Centre, Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home, Opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (West), Mumbai - 400070 | Ph.:022-26500400
Website: ahlussunnah.co.in | Email: ahlussunnah.m@gmail.com

Owner/Printer/Publisher: SAAD KHALID PATEL

Printed at: Bhandup Offset & Designers, 1009 Bhandup Indl.. Estate, Pannalal Compound, LBS Marg, Bhandup (West), Mumbai - 400078

Published at: 106 Fateh Manzil, 4th Floor, Victoria Road, Sant Savta Marg, Mustafa Bazar, Mumbai - 400010

Islamic Information Centre, Managed by: ILM FOUNDATION Regd. No.23181

اداریہ

اس شمارے میں

ایڈیٹر

''اہل السنہ'' کا یہ شمارہ ایک ہی مضمون پر مشتمل ہے جس میں احناف (دیوبندیوں) کی طرف سے حال ہی میں تحریف کردہ ایک روایت کی دلخراش داستان ہے، "التمہید لابن عبدالبر'' میں منقول ایک روایت سے عصر حاضر کے احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کرتے تھے، ہم نے اپنی کتاب "انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر" میں واضح کیا کہ اس کتاب کے اصل مخطوطہ میں وہ بات نہیں ہے جو مطبوعہ نسخہ میں ہے اور اس کے متعدد اور ناقابل انکار دلائل پیش کئے ،لیکن افسوس کہ احناف نے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے نہ صرف یہ کہ اپنی غلطی پر اصرار کیا بلکہ ایک گھناؤنی حرکت یہ کر ڈالی کہ "التمہید''ہی کا ایک مخطوطہ لیکر اس میں تحریف کرڈالا ، پھر محرف صفحہ کا زیراکس لے کر اسے" الاجماع" نامی شمارہ نمبر(۸) میں بڑے اہتمام سے پیش کردیا ، اورعوام کو مطمئن کرنے کے لئے پچپن (۵۵) صفحات سیاہ کرڈالے۔

اور حیرت ہے کہ اتنا طویل مضمون لکھنے کے بعد بھی" الاجماع" والے اس بات کی جرأت نہیں کرسکے کہ اس مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر کرسکیں ،شاید مضمون نگار نے خود ہی اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کردیا ہو کہ مبادا ان کی تحریف کی پول کھل گئی تو نام مٹی میں مل جائے گا اور بڑی ذلت ورسوائی ہوگی ، بدقسمتی سے وہی ہوا جس کا انہیں ڈر تھا ، یعنی تحریف کے لبادہ میں چھپی اصل سچائی طشت از بام ہوگئی۔

''اہل السنہ'' کا یہ شمارہ احناف کے اسی ''الاجماع'' شمارہ کے جواب میں ہے، ہم اہل السنہ کے اس شمارہ میں صرف یہ ثابت کریں گے کہ "التمہید لابن عبدالبر ''میں منقول زیر بحث روایت کے اصل اور درست الفاظ کیا ہیں ، اس سلسلے میں ہم اس کتاب کے مخطوطات اور مطبوعہ نسخوں پر بحث کرتے ہوئے صرف اس روایت کے متن پر ہی بات کریں گے ، اور اس روایت کی سند پر جو اعتراضات ہیں ، اس پر ہم ان شاء اللہ اہل السنہ کے اگلے شمارہ (۸۶) میں بحث کریں گے ، اس طرح احناف کے مذکورہ" الاجماع" شمارہ نمبر(۸) کا جواب ہمارے اہل السنہ کے دوشماروں پر مشتمل ہوگا ، چونکہ احناف کا مضمون بہت طویل ہے اس لئے ظاہر

ہے کہ ہمارا جواب بھی طوالت اختیار کرے گا، لہٰذا قارئین سے ہم معذرت خواہ ہیں۔

واضح رہے "الاجماع" نامی شمارہ اہل حدیث کے رد میں نکالا جاتا ہے اس شمارہ میں نہ اداریہ ہوتا ہے، نہ درس قرآن، نہ درس حدیث اور نہ ہی کوئی اصلاحی مضمون، بلکہ یہ شمارہ اہل حدیث کے رد سے ہی شروع ہوتا ہے اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

اس کے باوجود بھی "الاجماع" والے ہر شمارہ میں ٹائٹل پیج کے بعد "بادل نخواستہ" کے عنوان سے اس بات کا رونا روتے ہیں کہ انہیں اہل حدیث کے خلاف بادل نخواستہ لکھنا پڑتا ہے۔

اب قارئین انصاف کریں کو جو شمارہ صرف اور صرف اہل حدیث پر رد کے لئے وقف ہو، کیا اسے اس طرح کی باتیں زیب دیتی ہیں؟

یاد رہے کہ ہمارے علم کی حد تک جماعت اہل حدیث کا کوئی بھی شمارہ ایسا نہیں ہے جو صرف دیوبندی حضرات کے رد کے لئے مختص ہو، نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کے مقام سے متعلق پوری دنیا میں سب سے پہلے بحث ومباحثہ اور مناظرہ احناف نے ہی شروع کیا ہے وہ بھی آپس میں ہی، جیسا کہ ہم اپنی کتاب ''انوار البدر'' کے شروع میں عرض کر چکے ہیں، بلکہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی تائید میں پوری دنیا میں سب سے پہلے ایک حنفی عالم محمد حیات السندی الحنفی نے ہی کتاب لکھی ہے، تفصیل کے لئے ''انوار البدر'' دیکھیں۔

پھر جب ان لوگوں نے اہل حدیث پر بھی طعن کرنا شروع کر دیا تو اہل حدیث حضرات کی طرف سے بھی اس موضوع پر تحریری سلسلہ شروع ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل حدیث کی طرف سے اس طرح کی تحریریں دفاع ہی میں ہوتی ہیں، یہ مضمون بھی دفاع ہی میں لکھا جارہا ہے، لہٰذا قارئین اجماع والوں کے "بادل نخواستہ" والی نام نہاد پارسائی سے دھوکہ نہ کھائیں۔

اور اب ہم نے قلم اٹھانا اس لئے بھی ضروری سمجھا کہ اس دفعہ "الاجماع" والوں نے حسب عادت نہ صرف مغالطات سے کام لیا ہے بلکہ حدیث میں دانستہ تحریف کا بھی ارتکاب کیا ہے، اس لئے دفاع حدیث کا تقاضہ بھی ہے کہ حدیث میں تحریف کرنے والوں کو فوراً بے نقاب کیا جائے، اس لئے یہ مفصل مضمون پیش خدمت ہے۔

ابوالفوزان سنابلی

”التمهيد لابن عبدالبر“ کی ایک روایت میں احناف کی تحریف

کفایت اللہ سنابلی

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے سے متعلق بہت ساری مرفوع وموقوف احادیث مروی ہیں ان کی تفصیل میری کتاب ”انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر“ میں موجود ہے۔

انہیں میں ایک موقوف روایت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو سورۃ الکوثر کی آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر میں ہے کہ اس سے مراد نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔

یہی روایت امام ابن عبدالبر (المتوفی: ۴۶۳) کی کتاب **”التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد“** میں بھی امام اثرم کے حوالے سے نقل ہوئی ہے اور اس میں ”عَلَى الصَّدْرِ“ (سینے پر) کے بجائے ”تَحْتَ الثَّنْدُوَةِ“ (چھاتی کے نیچے) کے الفاظ ہیں، اور معنوی طور پر اس کا معنی بھی سینے پر ہاتھ باندھنا ہی ہے اس کی تفصیل اگلے شمارہ (۸۶) میں ہم پیش کریں گے۔ سب سے پہلے یہ روایت ملاحظہ ہو:

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳) نے کہا:

”ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ قال وضع اليمنى على اليسرى تحت الثندوة“

”صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے قول ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: ۱۰۸/۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے (نماز میں) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر چھاتی کے نیچے (یعنی سینے پر) رکھنا مراد ہے“ [التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق دكتور بشار عواد: ۲/ ۴۲۳]

یہ روایت سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل ہے۔

لیکن عصر حاضر کے بعض حضرات اسے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

دراصل ”التمهيد“، پہلی بار طبع ہوئی تو مطبوعہ نسخے میں اس روایت کے آخری حصہ کو تبدیل کر دیا گیا اور

"تحت الثندوۃ" (چھاتی کے نیچے) کے الفاظ کو "تحت السرۃ" (ناف کے نیچے) کے الفاظ سے بدل دیا گیا۔

اس مطبوعہ نسخہ کی بیسویں جلد میں یہ روایت ہے جس کی تحقیق سعید اعراب صاحب نے کی ہے، اسی محقق نے ان الفاظ کو تبدیل کیا ہے۔

اور اس محقق نے یہ تبدیلی خفیہ طور پر نہیں کی ہے بلکہ حاشیہ میں اپنے تصرف کی وضاحت کردی ہے، محقق کا کہنا ہے کہ اصل روایت میں "التندوۃ" (تاء دونقطوں کے ساتھ) کا لفظ ہے اور چونکہ تاء کے ساتھ اس لفظ کا کوئی معنی نہیں ہوتا ہے اس لئے محقق نے اندازے سے اسے "السرۃ" بنا دیا اور یہ تبدیلی کرنے کے بعد بھی محقق نے کوئی قطعیت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ شک کے ساتھ کہا کہ شاید یہی صحیح ہوگا جیسا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے متعلق علی رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت منقول ہے۔ (یہ روایت سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے اور ضعیف ہے)

عرض ہے کہ:

ہم نے اپنی کتاب ''انوار البدر'' میں محقق کے اس تصرف پر تعاقب کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ محقق کی یہ تبدیلی قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ محقق صاحب اصل لفظ کو صحیح طرح سے پڑھ نہیں سکے، انہوں نے جس لفظ کو "التندوۃ" (تاء کے ساتھ) پڑھا ہے، وہ دراصل "الثندوۃ" (ثاء تین نقطوں کے ساتھ) ہے اور یہ بے معنی لفظ نہیں ہے بلکہ اس کا معنی چھاتی ہوتا ہے۔ اور "تحت الثندوۃ" کا مطلب ہوگا چھاتی کے نیچے یعنی سینے پر۔

ہم نے مزید تائید کے لئے یہ بھی کہا تھا کہ اسی کتاب "التمھید" کی ایک دوسرے محقق نے بھی تحقیق کی ہے اور انہوں نے اپنے محقق نسخے میں اس روایت کو "تحت الثندوۃ" کے الفاظ کے ساتھ ہی درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہم نے بہت سے دلائل پیش کئے تھے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہر انصاف پسند شخص کو یہ بات مان لینی چاہئے کہ "التمھید" میں منقول اس روایت میں "تحت السرۃ" (ناف کے نیچے) کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ یہ کتاب کے ایک محقق کی غلطی ہے۔

لیکن افسوس کہ احناف نے اس حق بات کو قبول کرنے کے بجائے نہ صرف یہ کہ باطل پر اصرار کیا بلکہ تحریف جیسی گھناؤنی حرکت بھی کرڈالی چنانچہ انہوں نے "التمھید" کا ایک مخطوطہ (قلمی نسخہ) لیا جس میں اس روایت کے اندر "الثندوۃ" ہی کا لفظ تھا لیکن ان لوگوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اسے ایڈٹ کرکے

"السرة" بنادیا پھر اس صفحہ کا زیراکس لے کر اپنے مجلہ "الاجماع" شمارہ نمبر (۸) میں شائع کردیا، اور اپنے سادہ لوح قارئین کو بے وقوف بنادیا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ مجلہ "الاجماع" شمارہ نمبر (۸) میں اس تحریف بردار مضمون کے لکھنے والے کا نام درج نہیں کیا گیا ہے بلکہ مضمون نگار کے نام کے بغیر ہی اسے شائع کردیا گیا ہے۔

تحریف کی یہ گھناؤنی حرکت کرنے والے صاحب کو بھی معلوم تھا کہ راز کھل سکتا ہے، اس لئے محرف موصوف نے اپنی شخصیت کو پردے میں ہی رکھا تاکہ پول کھل جانے پر ان کی رسوائی نہ ہو، اور ان کے مقلدین کی نظر میں موصوف کی شخصیت مجروح نہ ہو۔

اب اگلی سطور میں ہم اللہ کے فضل وکرم سے اصل حقیقت قارئین کے سامنے رکھتے ہیں اور سچائی پر چڑھائی گئی تحریف کی چادر کو ہٹاتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ واضح کردیا جائے کہ مجلہ "الاجماع" شمارہ نمبر (۸) والوں نے جس مخطوطہ کا زیراکس پیش کیا ہے وہ دراصل دارالکتب المصر یہ رقم (۱۶۷) کا مخطوطہ ہے جو تقریباً آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔

لیکن ان حضرات نے اس مخطوطہ کی اصلیت پر پردہ ڈالنے کے لئے اسے ''نسخہ شیخ محمد علی الموصلی عراق'' کے نام سے پیش کیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مخطوطہ اس نام سے کہیں بھی نہیں جانا جاتا۔ احناف نے ایسا شاید اس لئے کیا ہے تاکہ کوئی اس مخطوطہ کی اصلیت تک بآسانی پہنچ نہ سکے، مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

سب سے پہلے مجلہ "الاجماع" شمارہ نمبر (۸) کا وہ صفحہ ملاحظہ کریں جس میں احناف نے "التمهيد" کے ایک مخطوطہ سے ایک صفحہ کا زیراکس (xerox) پیش کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ اس میں "تحت السرة" کے الفاظ ہیں۔

اس کے بعد اس کے سامنے اگلے ہی صفحہ پر ہم اس مخطوطہ سے اس اصل صفحہ (original page) کا اسکین (scan) پیش کریں گے جس میں صاف طور سے "الثندوة" کا لفظ موجود ہے۔ جسے احناف نے ایڈٹ کرکے "السرة" بنادیا ہے۔

یاد رہے احناف نے اس مخطوطہ سے متعلقہ صفحہ کا اسکین (scan) یعنی اصل صفحہ کا ہو بہو فوٹو پیش نہیں کیا ہے بلکہ زیراکس (xerox) یعنی ڈبلی کیٹ کاپی پیش کیا ہے جو بلیک اینڈ وائٹ ہے۔

لیکن ہم اس صفحہ کا زیراکس پیش نہیں کریں گے بلکہ الحمدللہ ہم اصل مخطوطہ سے اصل صفحہ کا اسکین (scan) پیش کریں گے۔

التمہید کے دار الکتب المصریہ والے مخطوطہ سے کاپی شدہ اور تحریف کردہ وہ صفحہ جسے "الاجماع" والوں نے نسخہ شیخ ''محمد علی الموصلی عراق'' کا نام دیا ہے۔

اس صفحہ میں نیچے سے اوپر ساتویں سطر میں دائیں طرف "السرۃ" کا لفظ ہے جو ایڈٹ کردہ ہے، یہاں اصل لفظ "الثندوۃ" ہے جیسا کہ آگے اس اصل صفحہ کا اسکین پیش کیا گیا ہے۔

يده على يمينه فانتزعهما على نحو ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه صنعه
ابن مسعود . وقد روي عن سعيد بن جبير ما يصحح هذا التأويل لأنه ثبت عنه أنه كان
يضع اليمنى على اليسرى في صلاته فوق السرة فهذا ما روي عن بعض التابعين في
هذا الباب وليس بخلاف لأنه لا يثبت عن واحد منهم كراهية ولو ثبت ذلك
ما كانت فيه حجة لأن الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها ولا سيما
سنة لم يثبت عن أحد من الصحابة خلافها . ذكر أبو بكر بن أبي شيبة عن يحيى بن
سعيد القطان عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن أبي زياد مولى آل دراج
قال ما رأيت فنسيت فإني لم أنس أن أبا بكر رضي الله عنه كان إذا قام في
الصلاة قال هكذا ووضع اليمنى على اليسرى . قال وحدثنا وكيع قال حدثنا
عبد السلام بن شداد الجريري أبو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال
كان علي إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع
إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده . قال وحدثنا ابن معاوية عن عبد الرحمن
ابن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع
الأيدي على الأيدي تحت السرر . قال وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان
عن أبي الجوزاء أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي .
قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد بن أبي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن صهبان عن علي في قوله تعالى فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة .
ورواه حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء .
ذكر الأثرم قال حدثنا أبو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري
عن عقبة بن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى على
اليسرى تحت السرة . قال وحدثنا العباس بن الوليد قال حدثنا أبو رجاء
الكلبي قال حدثني عمرو بن مالك عن أبي الجوزاء عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة . وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال
إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور والآثار
أحاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم بها حجة أعني الأحاديث
عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في أول هذا الباب آثارا صحاحا مرفوعة والحمد لله
أخبرنا عبد الله بن محمد قال حدثنا محمد بن بكر قال حدثنا أبو داود قال حدثنا مسدد

دار الکتب المصریہ والے اصل مخطوطہ سے اصل صفحہ کا اسکین

اس صفحہ میں نیچے سے اوپر ساتویں سطر میں دائیں طرف دیکھیں ، بہت واضح طور پر "الشندوۃ" کا لفظ موجود ہے۔
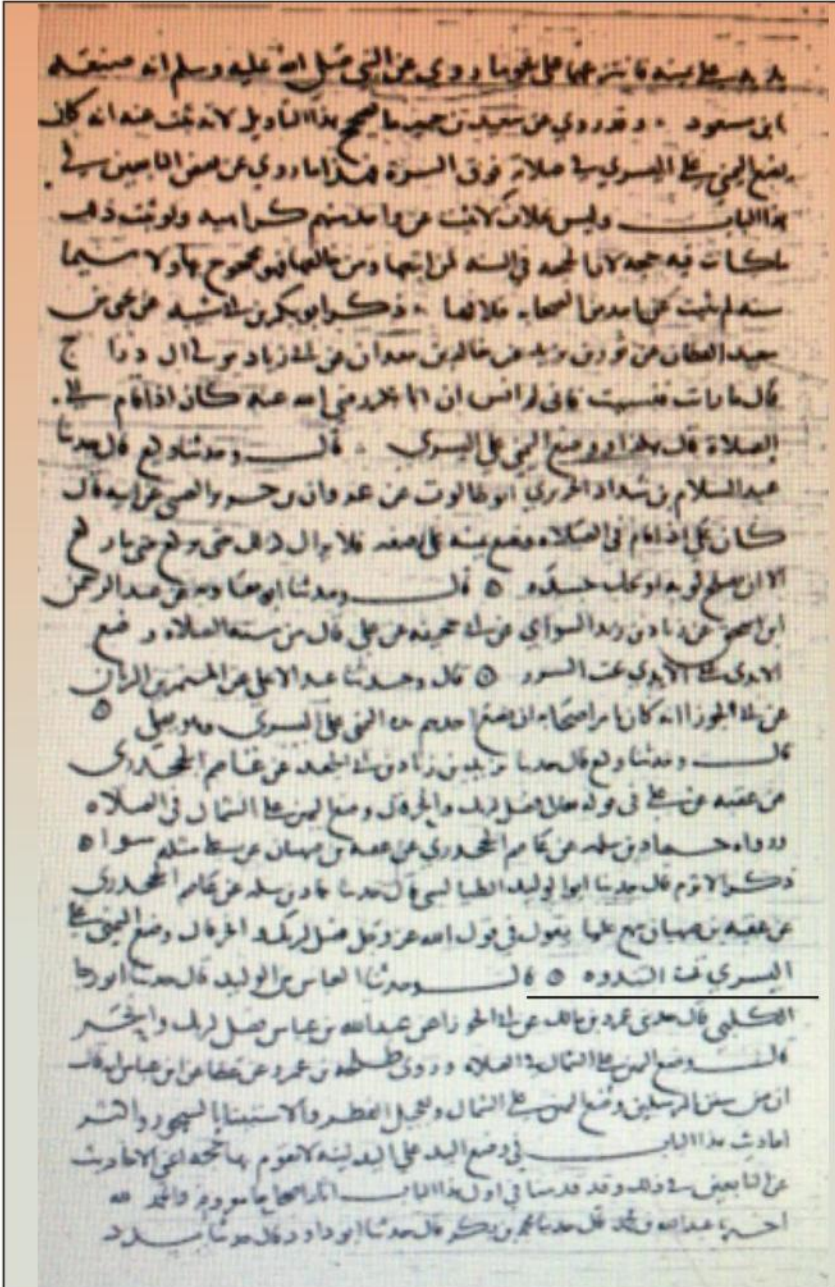
قارئین کرام!

دیکھ لیا آپ نے! حق آپ کے سامنے ہے اور اس پر چڑھا ہوا جھوٹ کا نقاب بھی اتر چکا ہے۔ اب کچھ مزید وضاحتیں ملاحظہ فرمائیں!

"الاجماع" والوں کے پیش کردہ نقلی صفحہ کی نوعیت:

قارئین نوٹ فرمائیں کہ اجماع والوں نے اصل صفحہ (original page) کا اسکین (scan) یعنی اصل صفحہ کا ہو بہو عکس (photo) فوٹو پیش نہیں کیا ہے، بلکہ زیراکس (xerox) یعنی نقلی صفحہ (duplicate copy) پیش کیا ہے جو بلیک اینڈ وائٹ (black and white) ہے، دراصل ان لوگوں نے اصل صفحہ کا فوٹو لیکر پہلے اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی اور زیر بحث روایت میں موجود لفظ "الشندوۃ" کو "السرۃ" بنایا، یہ تحریف کرنے کے بعد اس کا زیراکس لے لیا تاکہ ایڈٹ کے نشانات ظاہر نہ ہو سکیں، پھر اس زیراکس کو مجلہ "الاجماع" شمارہ نمبر (۸) میں پیش کر کے سادہ لوح قارئین کو بے وقوف بنا دیا۔

واضح رہے کہ آج کل کوئی بھی صفحہ لیکر کسی بھی سافٹ ویئر وغیرہ کی مدد سے اس طرح کی حرکت کرنا کوئی مشکل چیز نہیں ہے بلکہ بہت ہی آسان ہے۔

بلکہ احناف نے جس صفحہ میں اپنی من پسند تحریفی کارروائی انجام دی ہے، اور صفحہ کے نیچے "الشندوۃ" کو غائب کر کے وہاں "السرۃ" رکھ دیا ہے، اسی صفحہ پر اوپر تیسری سطر میں "فوق السرۃ" کے الفاظ موجود ہیں، اب کسی سافٹ ویر (software) میں یہ صفحہ کھولا جائے اور یہاں اوپر موجود "السرۃ" کو کاپی (copy) کیا جائے اور صفحہ کے نیچے "الشندوۃ" والی جگہ پر جا کر "الشندوۃ" کو ڈلیٹ (delete) کر کے اس کی جگہ "السرۃ" پیسٹ (paste) کر دیا جائے، پھر اس کا زیراکس نکالا جائے تو زیراکس دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہاں کوئی چھیڑ خانی ہوئی ہے۔

''الاجماع'' والوں کا پیش کردہ صفحہ، ملاحظہ فرمائیں کہ اوپر تیسری سطر میں ''السرۃ'' کا لفظ جس طرح لکھا ہے ٹھیک اسی طرح نیچے بھی اتار دیا گیا ہے، جبکہ اسی صفحہ پر ایک ہی لفظ کئی جگہ لکھا ہوا ہے مگر الگ الگ جگہ کچھ کچھ فرق نظر آتا ہے مثلاً (تحت)، (قال) وغیرہ

تیسری سطر میں موجود لفظ ''السرۃ'' جسے نیچے کاپی کیا گیا۔

لفظ ''السرۃ'' سے پہلے اور بعد کا گیپ

نیز اس بات پر غور کریں کہ تحریر کے بعد یہاں جب ''السرۃ'' لکھا گیا تو اس لفظ سے پہلے اور بعد میں کافی جگہ خالی ہوگئی جبکہ ایسا اس پورے صفحہ میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پہلے لفظ ''الثندوۃ'' تھا جو طویل جگہ لیتا ہے لیکن جب اسے حذف کر کے اس کی جگہ دوسرا لفظ ''السرۃ'' لایا گیا تو اسے اتنی طویل جگہ کی ضرورت نہ تھی اس لئے یہاں اس نئے لفظ ''السرۃ'' سے پہلے اور بعد میں خالی جگہ زیادہ ہوگئی۔

”الاجماع“ والوں کے پیش کردہ مخطوطہ کی اصلیت :

”الاجماع“ والوں نے جس مخطوطہ سے متعلقہ صفحہ کا زیراکس پیش کیا ہے وہ دراصل دارالکتب المصریہ رقم (۷۱۶) کا مخطوطہ ہے، جس سے اس اصل صفحہ کی تصویر ہم پیش کر چکے ہیں، کوئی بھی شخص دونوں صفحات کا موازنہ کر کے دیکھ لے دونوں ایک ہی صفحہ ہے، ہر سطر اور ہر لفظ بلکہ نقطے اور علامات سب دونوں صفحات میں بالکل یکساں ہیں، فرق ہے تو صرف اس لفظ کا جسے احناف نے تحریف کر کے بدل دیا ہے، باقی دونوں صفحات بالکل یکساں ہیں۔

”التمہید“ کی جتنے لوگوں نے بھی قلمی نسخوں کو لیکر تحقیق کی ہے سب نے اس مخطوطہ کو دارالکتب المصریہ ہی کا مخطوطہ کہا ہے اور اسی نام سے اس کا تعارف کرایا ہے۔

لیکن ہم سخت حیران ہیں کہ ”الاجماع“ والوں نے اس مخطوطہ کو شیخ ”محمد علی الموصلی عراق“ کا مخطوطہ بتلایا ہے۔ حالانکہ قلمی نسخوں سے ”التمہید“ کی تحقیق کرنے والے کسی بھی محقق نے مخطوطات کے تعارف میں اس مخطوطہ کے لئے اس نام (شیخ محمد علی الموصلی عراق) کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

بلکہ دکتور بشار عواد عراقی کے یہاں بھی اس نام کا کوئی سراغ نہیں ملتا جو کہ عراق ہی میں پلے بڑھے ہیں اور ”التمہید“ کی سب سے جدید (latest) تحقیق انہیں کی ہے، نیز ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ:

”ماتركت مخطوطة في العالم من هذا الكتاب إلا و لاحقتها“

”اس کتاب (التمہید) کا دنیا میں کوئی ایسا مخطوطہ نہیں ہے جسے میں نے حاصل نہیں کیا“ (**محاضرة ابن عبدالبر و كتابه "التمهيد"**، یوٹیوب)

غور کریں دکتور بشار جو نہ صرف یہ کہ مشہور محقق ہیں بلکہ انہوں نے ”التمہید“ کی سب سے آخر میں تحقیق کی ہے اور دنیا بھر سے ”التمہید“ کے مخطوطے جمع کئے اور خود بھی عراقی ہیں، لیکن ان کے یہاں بھی کسی شیخ ”محمد علی الموصلی عراق“ کا سراغ نہیں ملتا، اب اللہ ہی جانے یہ کس سیارے کی مخلوق ہیں۔

دراصل یہ دارالکتب المصریہ کا مخطوطہ ہے جیسا کہ ہم اصل تصویر پیش کر چکے ہیں لیکن ”الاجماع“ والوں نے ایک مجہول نام کی طرف اس مخطوطہ کی نسبت کر دی تا کہ اس مخطوطہ کا سراغ نہ لگایا جا سکے، اور ان کی تحریف پر پردہ پڑا رہے لیکن ظاہر ہے کہ جھوٹ کے بادل کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں، سچائی کی ایک کرن ہی انہیں ہوا میں اڑانے کے لئے کافی ہے۔

لوآپ اپنے دام میں صیاد آ گیا!

"الاجماع" والوں نے اصل مخطوطے میں تحریف کرنے کے بعد اس مخطوطہ کا جوگن گایا ہے وہ بھی سنئے ! لکھتے ہیں :

''زبیر علی زئی صاحب، حافظ ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ابن الصلاح نے کہا: ہر ۲ حدیثوں کے درمیان گول دائرہ ہونا چاہئے ۔ یہ بات ہمیں ابوزناد، احمد بن حنبل، ابراہیم الحربی اور ابن جریر الطبری سے پہنچی ہے ۔ میں (ابن کثیر) نے کہا: میں نے یہ بات (گول دائرہ والی) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خط میں دیکھی ہے، خطیب بغدادی نے کہا: دائرہ کو خالی چھوڑ دینا چاہئے، پھر جب اس کی مراجعت کرے، تو اس میں نقطہ لگا دے ۔اس اصول سے استدلال کرتے ہوئے، زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس مسند حمیدی کے جس قلمی نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ ہے، اس میں ہر حدیث کے اخیر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں، یعنی یہ صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے ۔ والحمدللہ (اختصار علوم الحدیث: صفحہ ۸۶) ثابت ہوا، جس مخطوطہ میں گول دائرہ کے ساتھ نقطے بھی موجود ہیں، وہ محدثین اور بالخصوص غیر مقلدین کے نزدیک صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے ۔اور الحمد للہ ہم نے جو "التمہید" کا شیخ ''محمد علی الموصلی'' کا مخطوطہ پیش کیا ہے، اس میں گول دائرہ اور نقطہ موجود ہے ۔ یعنی خود غیر مقلدین کے اصول سے یہ صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ہے ،الحمد للہ حمداً کثیراً'' دیکھئے : [''الاجماع'': شمارہ: ۸، ص: ۲۷ تا ۲۹]

اس نسخہ کو صحیح ترین اور مراجعت والا نسخہ ثابت کرنے کے بعد "الاجماع" کے مضمون نگار کا پر جوش چیلنج بھی سنئے ! فرماتے ہیں :

''موصوف سے گزارش ہے کہ التمہید کا کوئی ایسا قلمی نسخہ پیش کریں، جس میں گول دائرہ اور نقطہ موجود ہو، تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ وہ نسخہ محدثین بلکہ خود اہل حدیثوں کے اصول کے مطابق صحیح ترین اور مراجعت شدہ نسخہ ہے'' دیکھئے: [''الاجماع'': شمارہ: ۸، ص: ۳۳]

عرض ہے کہ:

"الاجماع" والوں کی یہ ساری تقریر انہیں پر پلٹ گئی ہے کیونکہ گزشتہ سطور میں ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس مخطوطہ میں "الشندوۃ'' ہی کا لفظ ہے ۔ والحمدللہ

”التمہید“ کا ایک دوسرا مخطوطہ

قارئین کرام! گزشتہ سطور میں آپ نے پڑھ لیا کہ ”الاجماع“ والوں ہی کے پیش کردہ مخطوطہ میں اس روایت کے اندر ”الثندوۃ“ ہی کا لفظ ہے جس کا مفہوم سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔

”الاجماع“ والوں نے اس مخطوطہ کو محض اس لئے سب سے بہتر مخطوطہ ظاہر کیا کیونکہ اس میں مقابلہ کی علامت موجود تھی، لیکن ہم قارئین کو بتلا دیں کہ صرف یہ علامت ہی مقابلہ کا ثبوت نہیں ہوتی بلکہ اس سے بڑھ کر مقابلہ کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ مخطوطہ میں صراحت کے ساتھ لکھ دیا جائے کہ اس کا مقابلہ کیا گیا ہے، یا صفحات پر مقابلہ کے آثار موجود ہوں مثلاً متعدد مقامات پر اصلاح کی گئی ہو اور بعد میں درست کلمات درج کئے گئے ہوں وغیرہ وغیرہ، اور یہ چیزیں مذکورہ علامت سے بڑھ کر مقابلہ کا ثبوت ہوتی ہیں۔

بہرحال ”الاجماع“ والوں نے جس مخطوطہ کا حوالہ دیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے وہ بھی ان کے خلاف ہی دلیل ہے جیسا کہ ثبوت پیش کیا جا چکا ہے۔

اب ہم اس کتاب ”التمہید“ کا ایک دوسرا مخطوطہ پیش کرتے ہیں جو ”الاجماع“ والوں کے پیش کردہ مخطوطہ سے بھی زیادہ مستند ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ واضح کردیں کہ دکتور بشارعواد کی تحقیق کے مطابق امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی کتاب ”التمہید“ کے دو وَرژن تھے ایک قدیم اور رف وَرژن تھا اور دوسرا آخری اور فائنل ورژن تھا، لیکن جب ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے پہلا ورژن تیار کیا جو کہ رف تھا اور اس میں حذف و اضافہ کا کام جاری تھا، اسی پہلے ورژن ہی سے زیادہ تر نسخے نقل کردئے گئے اور یہی عام ہو گئے۔ اور بعد میں ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو فائنل اور آخری ورژن تیار کیا وہ بہت کم لوگوں تک پہنچ سکا، دراصل بہت سے لوگوں کو یہ علم ہی نہیں ہو سکا کہ اس کتاب کا پہلا ورژن رف تھا اور اس کا آخری اور فائنل ورژن آنا باقی تھا، اس لئے بہت سے لوگوں نے غلط فہمی میں پہلا ورژن پا کر یہ سمجھ لیا کہ وہ اصل کتاب پا چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے زیادہ تر نسخے پرانے ورژن سے ہی نقل کئے گئے ہیں۔

دکتور بشارعواد لکھتے ہیں:

”وتبين لنا من غير شك بعد دراسة النسخ المذكورة أنها تمثل نشرتين للكتاب، الإبرازة الأولي، وهي المسودة، وأكثر النسخ منسوخة عنها۔ كما سياتي بيانها۔ والإبرازة الثانية وهي الأخيرة“

''تمہید کے مذکورۃ نسخوں کو پڑھنے کے بعد بغیر کسی شک کے ہمارے لئے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ یہ کتاب (التمہید) دوبار نشر کی گئی ہے، اس کا پہلا ورژن مسودہ اور رف تھا اور اکثر نسخے اسی سے منقول ہیں، جیسا کہ آگے وضاحت ہوگی، اس کے بعد اس کا دوسرا وَرژن تیار ہوا اور یہی آخری اور فائنل نسخہ ہے''

[التمهيد(مقدمة المحقق)، تحقيق دكتور بشار عواد معروف:ص:۱۹]

دکتو بشار عواد معروف آگے لکھتے ہیں:

"والإبرازة الأولي لا تمثل الكتاب الذي ارتضاه مؤلفه فيما بعد في إبرازته الأخيرة فهي كثير النقص والإختلافات في صياغة العبارات"

''اس کتاب کا پہلا اور قدیم ورژن وہ کتاب نہیں ہے جسے مؤلف ابن عبدالبر نے آخر میں دوسرے ورژن کے طور پر فائنل کیا ہے اور اسے ہی اپنی یہ کتاب مانا ہے، کیونکہ پرانے ورژن میں بہت زیادہ نقص اورعبارات میں بکثرت اختلافات ہیں'' [التمهيد(مقدمة المحقق)، تحقيق دكتور بشار عواد معروف:ص:۱۹]

اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ:

"الاجماع" والوں نے اس کتاب کا جو مخطوطہ پیش کیا ہے وہ پرانے ورژن سے کاپی کیا گیا ہے، ایسی صورت میں اس کا مقابلہ بھی پرانے ورژن سے ہی ہے، اسی لئے دکتور بشار عواد نے اس نسخہ کو قلیل الفائدہ یعنی بہت کم فائدہ مند بتلایا ہے۔

لیکن یاد رہے زیر تحقیق روایت کے جس لفظ پر ہم بحث کر رہے ہیں وہ قدیم اور جدید دونوں ورژن میں "الثندوۃ" ہی ہے۔

بہرحال اب ہم آگے ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی اس کتاب التمہید کا ایک دوسرا مخطوطہ پیش کررہے ہیں جو نہ صرف مقابلہ شدہ ہے بلکہ یہ آخری ورژن سے کاپی کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو آگے اس مخطوطہ سے متعلقہ صفحہ کا اسکین جس میں زیر بحث روایت کے اندر صاف طور سے "الثندوۃ" لفظ موجود ہے۔

مخطوطہ دارالکتب المصریہ رقم (۳۱۵)

يثبت عن احد منهم كراهية ولو ثبت ذلك ما كانت فيه حجة
لان الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها
ولا سيما سنة لم يثبت عن احد من الصحابة خلافها ذكر
ابو بكر ابن ابي شيبة عن يحيى ابن سعيد القطان عن ثور ابن
يزيد عن خالد ابن معدان عن ابي زياد مولى ال دراج قال ما
رايت فنسيت فاني لم انس ان ابا بكر رضي الله عنه كان
اذا قام الى الصلوة قام هكذا ووضع اليمنى على اليسرى
قال وحدثنا وكيع قال ثنا عبد السلام ابن شداد الجريري
ابو طالوت عن غزوان ابن جرير الضبي عن ابيه قال كان علي اذا
قام في الصلوة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك
حتى يركع متى ما ركع الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده
قال وحدثنا ابو معوية عن عبد الرحمن ابن اسحق عن زياد ابن
زيد السوائي عن ابي جحيفة عن علي قال من السنة وضع الايدي
على الايدي تحت السرر . قال وحدثنا عبد الاعلى عن
المستمر ابن الريان عن ابي الجوزاء انه كان يامر اصحابه ان يضع
احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي . قال وحدثنا
وكيع قال ثنا يزيد ابن زياد ابن ابي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة ابن ظهير عن علي في قوله فصل لربك وانحر قال
وضع اليمين على الشمال في الصلوة ورواه حماد ابن سلمه عن
عاصم الجحدري عن عقبه ابن صهبان عن علي مثله سوا . ذكر
الاثرم قال ثنا ابو الوليد الطيالسي قال ثنا حماد ابن سلمه عن
عاصم الجحدري عن عقبه ابن صهبان سمع عليا يقول في قول
الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى على اليسرى
تحت الثندوة . قال وحدثنا العباس ابن الوليد قال ثنا
ابو رجا الكلبي قال ثنا عمرو ابن مالك عن ابي الجوزاء عن عبد

یہ مخطوطہ دار الکتب المصریہ رقم (۳۱۵) کا ہے، یہ سلطان الملک المؤید کی طرف سے وقف کردہ ہے، یہ مخطوطہ بہت خوبصورت اور واضح خط میں لکھا گیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ دو اہم خصوصیات کا مالک ہے۔

اس مخطوطہ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مخطوطہ مقابلہ شدہ ہے، جیسا کہ ہر روایت کے اخیر میں موجود علامت سے ظاہر ہے، چنانچہ اس میں ہر روایت کے اخیر میں تین نقطے اس طرح (∴) لکھے گئے ہیں، اور ہر روایت کے اخیر میں یا ایک پیراگراف کے بعد اس طرح تین نقطے لکھنا بھی اُن علامات میں سے ایک ہے جو بتلاتی ہیں کہ نسخہ کا مقابلہ کیا گیا ہے، بلکہ تین بار مقابلہ کیا گیا ہے۔ دیکھئے: [توثیق النصوص وضبطھا عند المحدثین: ص: ۲۰۲]

اس مخطوطہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ ابن عبدالبر کی کتاب "التمھید" کے آخری ورژن سے نسخ کیا گیا ہے، جیسا کہ دکتور بشار عواد نے "التمھید" کی تحقیق کے مقدمہ میں وضاحت کی ہے، چنانچہ دکتور بشار عواد اس مخطوطہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وھو من الإبرازة الأخیرة للکتاب"

یعنی "یہ مخطوطہ ابن عبدالبر کی کتاب التمہید کا آخری ورژن ہے" [التمھید لابن عبدالبر، تحقیق دکتور بشار عواد معروف: ج: ۱ ص: ۳۴]

قارئین کرام!

آپ نے دو مخطوطے دیکھ لئے جن میں دوسرا مخطوطہ پہلے سے کہیں زیادہ مستند ہے اور دونوں میں "الشندوۃ" ہی کا لفظ ہے۔

اب آگے ہم ایک تیسرا مخطوطہ پیش کرتے ہیں جو ان دونوں سابقہ نسخوں سے بھی زیادہ مستند ہے، ملاحظہ ہو:

"التمهید" کا تیسرا مخطوطہ

پوری دنیا میں "التمهید" کا سب سے بہترین اور مستند ترین مخطوطہ، نسخہ کو بریلی، استنبول رقم (۳۴۹)

اس میں بھی واضح طور پر "الثندوۃ" ہی کا لفظ موجود ہے۔

69

قال وحدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الجريري أبو طالوت
عن غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال كان علي إذا قام في الصلاة وضع
يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك
جسده قال وحدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن
أبي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر قال
وحدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان عن أبي الجوزاء أنه كان يأمر أصحابه أن يضع
أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد
ابن زياد بن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله
فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة ورواه حماد بن سلمة
عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء ذكره الأثرم قال
حدثنا أبو الوليد الطيالسي قال نا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة
ابن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى
على اليسرى تحت الثندوة قال ونا العباس بن الوليد قال نا أبو رجاء الكلبي
قال حدثني عمرو بن مالك عن أبي الجوزاء عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة وروى طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن
عباس أنه قال إن من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر
والاستيناء بالسحور وأكثر أحاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد ليست بالقوية
بحجة أعني الأحاديث عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في أول هذا الباب آثارا
صحاحا مرفوعة والحمد لله. أخبرنا عبد الله بن محمد قال نا محمد بن بكر قال نا أبو داود
قال نا مسدد قال نا عبد الواحد عن عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي عن سيار أبي
الحكم عن أبي وائل عن أبي هريرة قال أخذ الأكف على الأكف في الصلاة تحت السرة
قال أبو داود سمعت أحمد بن حنبل يضعف عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي وقال ويروى
عن أبي هريرة وعن علي في أخذ اليسرى باليمنى في الصلاة تحت السرة
قال أبو عمر روي عن مجاهد أنه قال إن كان وضع اليمين على الشمال فعلى
كفه أو على الرسغ عند الصدر وكان يكره ذلك ولا وجه لكراهية من كره ذلك

یہ ”التمهيد“ کا سب سے بہترین مخطوطہ ہے، اور کافی قدیم بھی ہے کیونکہ یہ چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے، پوری دنیا میں اس کتاب کا اس سے بہتر مخطوطہ موجود نہیں ہے۔

مشہور محقق دکتور بشار عواد کا یہ قول گزر چکا ہے کہ انہوں نے دنیا بھر سے ”التمهيد“ کے تمام مخطوطات حاصل کئے اور اس کا کوئی ایسا مخطوطہ نہیں بچا جسے دکتور بشار عواد نے حاصل نہ کیا ہو، یہی دکتور بشار عواد اس کتاب کے ان تمام مخطوطات میں ماقبل میں پیش کردہ کوبریلی کے مخطوطہ کو سب سے بہترین اور مستند مخطوطہ بتلاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”هذه النسخة من أفضل النسخ التي وصلت إلينا من التمهيد، لذالك اتخذناها أصلا“

”ہمیں ”التمهيد“ کے جتنے بھی نسخے ملے ان تمام میں یہ نسخہ سب سے افضل و بہتر ہے، اسی لئے ہم نے اس نسخہ کو اصل بنایا ہے“[التمهيد، جلد: ۱، (مقدمة المحقق)، تحقيق دكتور بشار عواد معروف: ص: ۲۰]

ملاحظہ فرمائیں دکتور بشار اس مخطوطہ کو سب سے افضل و بہترین بتلا رہے ہیں اور موصوف نے اسی نسخہ کو اصل بناکر اس کتاب کی تحقیق کی ہے۔

اس نسخہ کی ایک زبردست خاصیت یہ ہے کہ اس کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے، اور نسخہ میں نہ صرف یہ کہ ہر بحث یا پیراگراف کے بعد سہ نقطی شکل میں مقابلہ کے رموز موجود ہیں بلکہ صفحات پر مقابلہ کے آثار بھی پائے جاتے ہیں یہ اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ یہ نسخہ جس اصل سے نقل کیا گیا اس سے اس کا مقابلہ بھی کیا جا چکا ہے۔

اور صرف اس اصل سے ہی نہیں بلکہ مزید دو اور صحیح نسخوں سے بھی اس کا مقابلہ کیا گیا ہے جیسا کہ پہلی جلد کے مخطوطہ پر پوری صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ:

”ابتدئ بمقابلته علي بركة الله عز وجل يوم الأحد السابع والعشرين من جمادي الأولي سنة ثلاث وسبعين وخمس مئة علي نسختين صحيحتين بمدينة شاطبة“

”اللہ کے فضل سے بروز اتوار ۲۷ / جمادی الاولیٰ سن ۵۷۳ھ شہر شاطبہ میں دو صحیح نسخوں سے اس کتاب کا مقابلہ شروع کیا گیا ہے“ دیکھئے: [نسخہ کوبریلی، جلد: ۱، ابتدائی صفحہ]

یاد رہے کہ یہ صراحت رموز سے بڑھ کر دلیل ہے کہ مقابلہ کیا گیا ہے، اب آگے اس مخطوطہ کا وہ صفحہ ملاحظہ کریں جس پر مذکورہ عبارت لکھی ہے جس میں مقابلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

نسخہ کو بریلی کے ابتدائی صفحہ پر اوپر سے بائیں ملاحظہ فرمائیں جہاں صاف لکھا ہے کہ اس نسخہ کا مقابلہ دو صحیح نسخوں سے کیا گیا ہے۔

السفر الأول من كتاب ... المعاني
الموطأ من المعاني والأسا... في حديث
رسول الله صلى الله عليه و...
تأليف أبي عمر يوسف ... الله بن محمد
بن عبد البر النمري ... الله عليه

دکتور بشار عواد نے بھی اس نسخہ کی خوبی بتلاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے، لکھتے ہیں: "وقوبلت المجلدات الأول والسابع والثامن والتاسع والحادي عشر علي الأصل المنتسخ منه وعلي نسختين أخريين فقد جاء في طرة المجلد الأول منها: ابتدئ بمقابلته علٰي بركة الله عز وجل يوم الأحد السابع والعشرين من جمادي الأولي سنة ثلاث وسبعين وخمس مئة علٰي نسختين صحيحتين بمدينة شاطبة"

''اس نسخہ کی پہلی ساتویں، آٹھویں، نویں اور گیارہویں جلد کا اس اصل نسخہ سے مقابلہ کیا گیا ہے جس سے یہ نقل کیا گیا ہے، نیز دو دیگر نسخوں سے بھی اس کا مقابلہ کیا گیا ہے جیسا کہ پہلی جلد کے شروع میں لکھا ہے کہ: اللہ کے فضل سے بروز اتوار ۲۷ر جمادی الاولیٰ سن ۵۷۳ھ شہر شاطبہ میں دو صحیح نسخوں سے اس کتاب کا مقابلہ شروع کیا گیا ہے'' [التمهيد، جلد: ۱، (مقدمة المحقق)، تحقيق دكتور بشار عواد معروف: ص: ۲۰]

ان سب کے ساتھ زبردست بات یہ بھی ہے کہ یہ نسخہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی کتاب کا آخری ورژن ہے، دکتور بشار عواد لکھتے ہیں:

"نسخة كوبريلي وهي نسخة من الإبرازة الأخيرة للكتاب"

''نسخہ کوبریلی یہ اس کتاب کا آخری ورژن ہے'' [التمهيد، جلد: ۱، (مقدمة المحقق)، تحقيق دكتور بشار عواد معروف: ص: ۲۰]

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ اس قدر قدیم اور حد درجہ مستند ترین اور تین تین نسخوں سے مقابلہ شدہ نسخہ میں بھی "الثندوة" کا لفظ ہے۔ صرف اسی ایک مخطوطہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجاتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی دو اور مخطوطات ماقبل میں پیش کیے جاچکے ہیں۔ اس طرح کل تین مخطوطات میں "الثندوة" کا لفظ واضح طور پر موجود ہے۔

بلکہ مؤخر الذکر مخطوطہ میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس کا مقابلہ اصل کے علاوہ دو دیگر صحیح نسخوں سے بھی کیا گیا ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان دونوں صحیح نسخوں میں بھی یہی لفظ موجود ہے اس طرح کل پانچ مخطوطات میں "الثندوة" کا لفظ موجود ہے۔

اس کے برعکس دنیا کے کسی بھی مخطوطہ میں یہاں "الثندوة" کی جگہ "السرة" کا لفظ قطعاً موجود نہیں ہے۔

قارئین کرام!

گزشتہ صفحات میں مخطوطات کے حوالے گزر چکے ہیں، الحمدللہ ہم نے تین مخطوطات کا اسکین پیش کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ زیر بحث روایت میں "الثندوۃ" کا لفظ ہی صحیح اور درست ہے۔ اس طرح ہماری بات پر تین زبردست دلیلیں قارئین کے سامنے آچکی ہیں اب اسی بات کے مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں "الثندوہ" کا لفظ ہی صحیح ہے۔

❁ **چوتھی دلیل:** ابوالولید اوران کے شاگرد اثرم ہی کے طریق سے خطیب بغدادی کی روایت:

التمہید میں ابن عبدالبر نے اس روایت کو ابوالولید کے شاگرد الاثرم کے حوالہ سے نقل کیا ہے اورالاثرم ہی سے اسی سند کے ساتھ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی صحیح سند سے بیان کرتے ہوئے کہا:

"أخبرنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن رزقويه حدثنا عثمان بن أحمد بن عبد الله الدقاق حدثنا عبد الله بن عبد الحميد القطان حدثنا أبو بكر الأثرم حدثنا أبو الوليد حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدرى عن أبيه عن عقبة بن ظبيان سمع عليا رضى الله عنه يقول ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال وضع اليمنى على اليسرى تحت الثندوة"

''صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر:۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنی چھاتی کے نیچے (یعنی سینے پر) رکھنا مراد ہے'' [موضح أوهام الجمع والتفريق: ۲/۳۴۰، ح: ۳۷۹ واسناده صحيح] نیز دیکھیں: [موضح أوهام الجمع والتفريق: ۲/۳۰۵ بتحقيق المعلمى]

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی یہ صحیح روایت ابوالولید کے شاگرد اثرم ہی کے طریق سے ہے اور اس میں روایت کے اخیر میں پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ الثندوۃ کا لفظ موجود ہے۔

اس روایت نے قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ "التمہید" میں منقول روایت کے اخیر میں ''الثندوۃ" ہی ہونا چاہئے۔ والحمدللہ۔

❁ **پانچویں دلیل:** حماد کے شاگرد ''موسیٰ بن اسماعیل'' کی روایت:

تمہید میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اور شاگرد موسیٰ بن اسماعیل نے بھی نقل کیا اوران کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۵۶) نے کہا:

"قال موسی: حدثنا حماد بن سلمة، سمع عاصما الجحدری، عن أبیه، عن عقبة بن ظبیان، عن علی، رضی اللہ عنہ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ وضع یده الیمنی علی وسط ساعده علی صدره"

''صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (۱۰۸/الکوثر: ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے'' [التاریخ الکبیر للبخاری: ۶/۴۳۷، السنن الکبری للبیهقی: ۲/۴۵ واسناده صحیح]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ "التمھید" میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

❁ **چھٹی دلیل:** حماد کے شاگرد ''موسیٰ بن اسماعیل'' کی روایت کا ایک اور طریق:

''تمہید'' میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے شاگرد ''موسیٰ بن اسماعیل'' کی روایت، بخاری ہی کی سند سے امام بیہقی نے بھی نقل کی ہے اور اس میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸) نے کہا:

"أخبرنا أبو بکر الفارسی أنبأ أبو إسحاق الأصبهانی أنبأ أبو أحمد بن فارس، ثنا محمد بن إسماعیل البخاری رحمه اللہ قال: أنبانا موسی، ثنا حماد بن سلمة سمع عاصما الجحدری، عن أبیه، عن عقبة بن ظبیان، عن علی ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ وضع یده الیمنی علی وسط ساعده علی صدره"

''صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (۱۰۸/الکوثر: ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے'' [السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/۴۵ واسناده صحیح]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ "التمھید" میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

تنبیہ بلیغ:

اسی روایت کو شیبان کے شاگرد ابوالحریش الکلابی سے ''احمد بن جناح المحاربی'' نے روایت کیا تو متن

میں تبدیلی کردی ۔ امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی : ۴۵۸) نے کہا :

"اخبرنا جناح بن نذیر بالکوفة، ثناعمی احمد بن جناح، ثنا ابو الحریش، ثنا شیبان، ثنا حماد بن سلمة، ثناعاصم الجحدری، عن ابیه، عن عقبة بن صهبان ان علیا رضی اللہ عنه قال فی هذه الآیة: ﴿فصل لربک وانحر﴾ قال: وضع یده الیمنی علی وسط یده الیسری، ثم وضعهما علی سرته" [الخلافیات للبیهقی ط:الروضة (۲/۲۵۳، ح: ۱۴۸۱]

''صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿فصل لربک وانحر﴾ (الکوثر: ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصے) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے ناف پر رکھنا مراد ہے''

عرض ہے کہ یہ روایت باطل ومنکر ہے، کیوں کہ اس روایت کو ابوالحریش سے نقل کرنے والا ''احمد بن جناح'' یہ ''احمد بن جناح المحاربی'' ہے ۔ دیکھیں: (الزهدالکبیر للبیهقی: ص: ۲۹۵، رقم: ۷۸۱) یہ مجہول ہے ۔ اس مجہول نے ابوالحریش کے ثقہ، ثبت، متقن اور حافظ شاگرد اور متعدد کتابوں کے مصنف امام ابومحمد بن حیان کے خلاف روایت کیا ہے ۔ اسی لئے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس مجہول کی روایت کے بعد فوراً تنبیہ کرتے ہوئے کہا :

"وقال غیره عن ابی الحریش: علی صدره" [الخلافیات للبیهقی، ط:الروضة (۲/۲۵۳، ح: ۱۴۸۱]

''احمد بن جناح المحاربی'' کے علاوہ (حافظ ابومحمد بن حیان) نے ابوالحریش سے ''علیٰ صدرہ'' کے الفاظ بیان کئے ہیں''

لہٰذا اس مجہول کی یہ روایت باطل ومنکر ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ۔

اجماع والوں نے اس نام کے ایک دوسرے راوی کی توثیق اس مجہول راوی پر فٹ کر کے اسے ثقہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اس کی تردید اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں ۔

❁ **ساتویں دلیل**: حماد کے شاگرد ''حجاج بن المنهال الأنماطی'' کی روایت :

تمہید میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اور شاگرد ''حجاج بن المنهال الأنماطی'' نے بھی نقل کیا اور ان کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے ۔ چنانچہ :

امام ابن المنذر رحمہ اللہ (المتوفی : ۳۱۹) نے کہا :

”حدثنا علی بن عبد العزیز، قال: ثنا حجاج، قال: ثنا حماد، عن عاصم الجحدری، عن أبیه عن عقبة بن ظبیان، عن علی بن أبی طالب رضوان اللہ علیه: ”أنه قال فی الآیة ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ فوضع یده الیمنی علٰی ساعده الیسری ثم وضعها علٰی صدره“

”صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر: ۲) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے (نماز میں) دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے“ [الأوسط لابن المنذر: ۳/۹۱، رقم: ۱۲۸۴ واسنادہ صحیح]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ التمہید میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

آٹھویں دلیل: حماد کے شاگرد ”حجاج بن المنہال الأنماطی“ کی روایت کا ایک اور طریق:

”التمہید“ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے شاگرد ”حجاج بن المنہال الأنماطی“ کی روایت امام أبو إسحاق الثعلبی، نے بھی نقل کی ہے اور اس میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام أحمد بن محمد بن إبراہیم الثعلبی، أبو إسحاق (المتوفی: ۴۲۷) نے کہا:

”أخبرنا عبد اللہ بن حامد قال: أخبرنا محمد بن الحسین قال: حدّثنا أحمد بن یوسف قال: حدّثنا حجاج قال: حدّثنا حماد عن عاصم الجحدری عن أبیه عن عقبة بن ظبیان عن علی ابن أبی طالب رضی اللہ عنه أنه قال فی هذه الآیة ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال: وضع الید الیمنی علی ساعده الیسری ثم وضعها علٰی صدره“

”صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر: ۲) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے (نماز میں) دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے“ [تفسیر الثعلبی: ۱۰/۳۱۰، واسنادہ صحیح]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ”التمہید“ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

❁ **نویں دلیل:** حماد کے شاگرد ''شیبان بن فروخ'' کی روایت:

''تمہید'' میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اور شاگرد شیبان بن فروخ نے بھی نقل کیا اور ان کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۵۸) نے کہا:

"أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمد بن الحارث الفقيه، أنبأ ناأبو محمد بن حيان أبو الشيخ، ثنا أبو الحريش الكلابى، ثنا شيبان، ثنا حماد بن سلمة، ثنا عاصم الجحدرى، عن أبيه، عن عقبة بن صهبان كذا قال: إن عليا رضى الله عنه قال فى هٰذه الآية ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال: "وضع يده اليمنى علٰى وسط يده اليسرىٰ، ثم وضعها علٰى صدره"

صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر:۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ''اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے'' [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۶/۲، ح:۲۳۳۷، واسنادہ حسن]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ''التمہید'' میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

❁ **دسویں دلیل:** حماد کے شاگرد ''أبوعمرو الضریر'' کی روایت:

''التمہید'' میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اور شاگرد ''أبوعمرو الضریر'' نے بھی نقل کیا اور ان کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

طحاوی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۲۱) نے کہا:

حدثنا أبو بكرة، قال: حدثنا أبو عمرو الضرير، قال: أخبرنا حماد بن سلمة، أن عاصما الجحدرى أخبرهم، عن أبيه، عن على بن أبى طالب، كرم الله وجهه، فى قوله: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال: "وضع يده اليمنىٰ على الساعد الأيسر، ثم وضعهما علٰى صدره"

صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کے قول ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر:۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ''اس سے (نماز میں) دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے

حصہ) کے درمیان رکھ کر پھرانہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے‘‘[أحکام القرآن للطحاوی : ۱/۱۸۴ ،ح: ۳۲۳، صحیح المتن رجالہ ثقات لکن سقط عقبۃ بن ظبیان من السند]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ’’التمھید‘‘ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

❁ **گیارہویں دلیل:** حماد کے شاگرد ’’أبوصالح الخراسانی‘‘ کی روایت:

’’التمھید‘‘ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اور شاگرد ’’أبو صالح الخراسانی‘‘ نے بھی نقل کیا اوران کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ (المتوفی : ۳۱۰) نے کہا:

’’حدثنا ابن حمید، قال: ثنا أبو صالح الخراسانی، قال: ثنا حماد، عن عاصم الجحدری، عن أبیہ، عن عقبۃ بن ظبیان، أن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ قال فی قول اللہ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال: ’’وضع یدہ الیمنیٰ علیٰ وسط ساعدہ الأیسر، ثم وضعھما علیٰ صدرہ‘‘

صحابی رسول علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/الکوثر: ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ’’اس سے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھرانہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے‘‘[تفسیر الطبری ت شاکر: ۲۴/۶۵۲، صحیح المتن بالمتابعات لاجل ابن حمید]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ’’التمھید‘‘ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

❁ **بارہویں دلیل:** حماد کے شاگرد ’’مہران بن أبی عمر العطار‘‘ کی روایت:

’’التمھید‘‘ میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو حماد بن سلمہ کے ایک اورشاگرد ’’مہران بن أبی عمر العطار‘‘ نے بھی نقل کیا اوران کی روایت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی صراحت ہے۔ چنانچہ:

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ (المتوفی : ۳۱۰) نے کہا:

حدثنا ابن حمید، قال: ثنا مھران، عن حماد بن سلمۃ، عن عاصم الجحدری، عن عقبۃ بن ظھیر، عن أبیہ، عن علی رضی اللہ عنہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ قال: وضع یدہ الیمنیٰ علیٰ وسط ساعدہ الیسریٰ،

ثم وضعهما علیٰ صدره“

صحابیِ رسول علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَر﴾ (۱۰۸/ الکوثر: ۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ”اس سے (نماز میں) دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے بازو (کہنی سے ہتھیلی تک کے حصہ) کے درمیان رکھ کر پھر انہیں اپنے سینے پر رکھنا مراد ہے“[تفسیر الطبری ت شاکر: ۲۴/ ۶۵۲، صحیح المتن بالمتابعات لاجل ابن حمید]

یہ روایت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ”التمهيد“میں منقول علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت میں وہی لفظ درست ہے جو سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرے نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر۔

ان تمام دلائل کے ساتھ اس بات پر بھی غور کریں کہ متقدمین احناف میں سے کسی نے بھی اس روایت کو زیر ناف ہاتھ باندھنے کے دلائل میں پیش نہیں کیا ہے۔حتیٰ کہ ابن الترکمانی حنفی نے اس روایت کے متن کو مضطرب کہا مگر انہوں نے بھی اس لفظ کو اضطراب کی دلیل نہیں بنایا ہے بلکہ بعض طرق میں ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں اور بعض میں ذکر ہے۔اور بعض میں ”کرسوع“ کا لفظ ہے۔بس اسی کو متن کا اضطراب کہا ہے۔کیونکہ انہوں نے کہیں بھی اس روایت میں یہ الفاظ نقل نہیں کئے ہیں۔

مزید یہ کہ امام بیہقی نے جب ابومجلز سے ”فوق السرة“ والی روایت پیش کی تو ابن الترکمانی نے ”التمهيد“ ہی کے حوالہ سے فوراً کہہ دیا کہ ان سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا بھی منقول ہے۔لیکن علی رضی اللہ عنہ کی اس تفسیری روایت کے خلاف ”تحت السرة“ کی روایت ”التمهيد“ سے بالکل نقل نہ کی۔اس سے معلوم ہوا کہ تمہید میں ایسی کوئی روایت تھی ہی نہیں۔

”الاجماع“ والوں کے پیش کردہ مطبوعہ نسخوں کا جائزہ

ہم نے اپنی کتاب ”انوار البدر“ میں پوری تفصیل سے وضاحت کر دی ہے اور اس مضمون کے شروع میں بھی بتا چکے ہیں کہ ”التمهيد“ جب پہلی بار طبع ہوئی تو اس کے محقق نے زیر بحث روایت میں موجود لفظ ”الثندوة“ کو ”السرة“ بنا دیا کیونکہ وہ اس لفظ کو صحیح طرح سے پڑھ ہی نہیں سکے، دراصل محقق نے ”الثندوة“ (ثاء) کے ساتھ کو ”التندوة“ (تاء کے ساتھ) پڑھا اور چونکہ تاء کے ساتھ اس لفظ کا کوئی معنی

نہیں ہوتا ہے اس لئے محقق نے اندازے سے اسے "السرۃ" بنا دیا اور یہ تبدیلی کرنے کے بعد بھی محقق نے کوئی قطعیت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ شک کے ساتھ کہا کہ شاید یہی صحیح ہوگا۔ مزید تفصیل کے لئے قارئین ''انوار البدر'' دیکھیں۔

"التمہید" کا سب سے پہلا مطبوعہ نسخہ (مغربی نسخہ)

آگے بڑھنے سے پہلے چند وضاحتیں ضروری ہیں، ہم نے ''انوار البدر'' میں بتایا تھا کہ مغربی طباعت کے محقق یعنی سعید اعراب صاحب سے مخطوطہ پڑھنے میں چوک ہوئی ہے انہوں نے استنبول والے مخطوطہ میں "الثندوۃ" (ثاء تین نقطوں کے ساتھ) کو "التندوۃ" (تاء دو نقطوں کے ساتھ) پڑھ لیا ہے۔ لیکن "الاجماع" والے اب بھی یہی رٹ لگا رہے ہیں کہ استنبول والے مخطوطہ میں "التندوۃ" (دو نقطے والی تاء کے ساتھ) ہے۔ دیکھیں: [الاجماع شمارہ: ۸، ص: ۵]

مغربی طباعت اور استنبول کا نسخہ

عرض ہے کہ استنبول والا نسخہ یہ وہی کوبریلی، استنبول والا نسخہ ہی ہے جو اس کتاب کا سب سے بہترین نسخہ ہے، جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات (۲۰ تا ۲۳) میں واضح کر چکے ہیں۔ مغربی طباعت کے مقدمہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیں: [**التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۱، مقدمه ص "ھ"**]

انوار البدر لکھتے وقت اس مخطوطہ کو ہم نہیں دیکھ سکے تھے، لیکن اسی کتاب کے دوسرے محقق دکتور عبداللہ الترکی نے چونکہ "الثندوۃ" (ثاء تین نقطے کے ساتھ) لکھا تھا نیز خطیب بغدادی کی کتاب میں اثرم کی روایت میں بھی "الثندوۃ" کا لفظ تھا، اس لئے ہم نے کہا کہ مغربی طباعت کے محقق سے مخطوطہ پڑھنے میں غلطی ہوئی۔

بعد میں ہم نے یہ مخطوطہ دیکھا تو یہ بات بالکل سچ نکلی کیونکہ مخطوطہ میں صاف طور سے "الثندوۃ" موجود ہے اور ثاء پر تین نقطے بھی موجود ہیں۔ مغربی طباعت کے محقق کے پاس اس مخطوطہ کی تصویر تھی جیسا کہ انہوں نے خود وضاحت کی ہے۔ دیکھئے: [**التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۱، مقدمه ص: ۴**]

اور اس لفظ کی تصویر ان کے پاس صاف نہیں آئی ہوگی اسی لئے انہوں نے دو نقطہ پڑھ لیا یا ان کی نظر کو دھوکہ لگا ہوگا۔ لیکن الحمد للہ ہمارے پاس اس مخطوطہ کے اس صفحہ کا بالکل صاف اسکین موجود ہے جس میں "الثندوۃ" کے ثاء پر تین نقطے صاف طور پر موجود ہیں۔

اور مغربی طباعت کے محقق نے جو یہ لکھا ہے کہ اس مخطوطہ میں کئی جگہ حروف کے نشانات مٹے ہوئے ہیں اور پڑھے جانے کے قابل نہیں ہیں، تو یہ ان کے پاس موجود تصویر کا نقص ہے یا صرف بعض حصوں کا یہ معاملہ ہے ورنہ مخطوطہ دیکھنے کے بعد حقیقت یہ سامنے آئی کہ یہ مخطوطہ بہت صاف لکھا ہے اور صاف پڑھا جارہا ہے۔ بلکہ دیگر محققین مثلاً دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، شیخ اسامہ بن ابراہیم اور دکتور بشار عواد وغیرہم نے بھی اپنے محقق نسخہ کے مقدمہ میں اس مخطوطہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ صاف پڑھا جارہا ہے۔

بلکہ خود مغربی طباعت کے محقق نے بھی عمومی طور پر اس مخطوطہ کے بارے میں یہی کہا ہے کہ یہ بہت صاف پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً:

پہلی جلد کے مقدمہ میں ہے:

”هي نسخة مكتوبة بخط مغربي واضح“

”یہ نسخہ واضح مغربی رسم الخط میں لکھا ہوا ہے“ [التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۱، مقدمہ ص: د]

اور گیارہویں جلد کے مقدمہ میں ہے:

”وقد اعتمدنا علي هاته النسخة لأنها سالمة ومكتوبة بخط واضح“

”میں نے اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے کیونکہ یہ سالم اور واضح خط میں لکھا ہوا ہے“ [التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۱۱، مقدمہ ص ”و“]

اور اس بات پر تمام محققین کا اتفاق ہے کہ یہ سب سے مستند اور صحیح ترین نسخہ ہے، بلکہ مغربی طباعت کے محقق نے بھی اس مخطوطہ کو ”اصح النسخ“ ”سب سے زیادہ صحیح اور مستند قرار دیا ہے“ دیکھیں: [التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۱، مقدمہ ص ”ه“]

لیکن اجماع والوں نے نہ جانے کس عقل و منطق سے مغربی طباعت کے محقق کے قول ”أصح النسخ“ کا مطلب بریکٹ میں یہ بتایا کہ یہ لکھت کے اعتبار سے ہے، چنانچہ محقق کی عبارت یہ تھی:

”انحمت بعض معالم حروفه و في بعض الأجزاء لا يكاد يقرا وهي أصح النسخ قليلة التصحيف والتحريف“ [التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۴، مقدمہ ص ”د“]

اجماع والوں نے بریکٹ میں خودساختہ اضافہ کے ساتھ اس کا ترجمہ اس طرح کیا:

”اس مخطوطہ میں حروف کے بعض نشانات مٹ گئے ہیں، اور بعض اجزاء میں یہ پورے طور پر پڑھے

جانے کے قابل بھی نہیں ہیں، اور یہ (لکھت کے اعتبار سے) سب سے صحیح نسخہ ہے اس میں تصحیف اور تحریف کم ہے'' [الاجماع شمارہ: ۸،ص: ۴]

قارئین غور کریں کہ محقق نے پہلے یہ کہا کہ اس نسخہ میں کئی مقامات پڑھے جانے کے قابل نہیں اس کے فوراً بعد محقق کہہ رہے ہیں کہ یہ ''أصح النسخ'' ہے، یہ ماقبل کا سیاق واضح دلیل ہے کہ یہاں ''أصح النسخ'' سے مراد استناد کے لحاظ سے یہ سب سے صحیح ترین نسخہ ہے۔

بلکہ ''أصح النسخ'' کے فوراً بعد محقق نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں تصحیف اور تحریف کم ہے، یہ بعد والا سیاق بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ محقق ''أصح النسخ'' کہہ کر استناد ہی کے لحاظ سے اس نسخہ کو سب سے صحیح بتلا رہے ہیں۔

بلکہ خود''الاجماع'' والوں نے بھی یہ حوالہ یہ بتانے کے لئے دیا ہے کہ یہ نسخہ کئی جگہ سے پڑھے جانے کے قابل نہیں ہے، اب کوئی ہمیں سمجھائے کہ یہ کس مٹی کے بنے لوگ ہیں جو ''اصح النسخ'' کا ترجمہ لکھت کے اعتبار سے سب صحیح کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہی عبارت لیکر یہ شور بھی مچاتے ہیں کہ یہ نسخہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے، سبحان اللہ!

بہرحال دیگر محققین کی طرح مغربی طباعت کے محقق نے بھی اس نسخہ کو سب سے صحیح ترین نسخہ، یعنی استناد کے لحاظ سے سب سے صحیح ترین نسخہ کہا ہے۔

بلکہ مغربی طباعت کے محقق نے ایک دوسری جگہ اور واضح انداز میں اس نسخہ کو استناد کے لحاظ سے ہی سب سے صحیح نسخہ بتلایا ہے چنانچہ، اس نسخہ کی ایک جلد کے کئی مقامات کو محقق نہیں پڑھ پا رہے تھے تو انہوں نے یہاں الگ نسخے سے مدد لی لیکن اس الگ نسخہ کو بکثرت تصحیف اور نقص والا قرار دیا اس کے بعد استنبول والے نسخے کے بارے میں کہا:

''فهي صحيحة نسبيا ولكنها في معظمها لا تقرأ''

''یہ (استنبول والا نسخہ) پہلے نسخہ سے زیادہ صحیح ہے لیکن اس کا اکثر حصہ پڑھے جانے کے قابل نہیں''

[التمهيد لابن عبد البر، الطبعة المغربية، ج:۸، مقدمہ ص:۳]

ایک اور مقام پر اسی محقق نے لکھا:

''وهي أحسن النسخ وأوفاها''

''اور یہ (استنبول والا نسخہ) سب سے بہترین اور مکمل نسخہ ہے''[التمهيد لابن عبدالبر، الطبعة المغربية، ج: ۹، مقدمہ ص: ۳]

معلوم ہوا کہ یہ نسخہ سب سے بہترین نسخہ ہے۔

مغربی طباعت کے محقق نے اس نسخہ کے بارے میں جو یہ کہا کہ اس میں تصحیف اور تحریف کم ہے اس کو لیکر اجماع والوں کی یہ بے تکی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

''اسی استنبول کے نسخہ میں کچھ تحریف اور تصحیف بھی واقع ہوئی ہے جس کو کفایت اللہ صاحب نے چھپا لیا ہے اور صرف اپنے مطلب کی عبارت نقل کی''[الاجماع شمارہ: ۸، ص: ۴]

عرض ہے کہ یہ اس نسخہ کے صحیح ترین اور سب سے بہتر ہونے کی دلیل ہے کہ اس میں تصحیف اور تحریف بہت کم ہے، کیونکہ دنیا کا کوئی بھی مخطوطہ ایسا نہیں ہوتا جس میں ناسخ سے نادانستہ طور پر تصحیف اور تحریف نہ ہوتی ہو، اور یہی وجہ ہے کہ نسخہ نقل کرنے کے بعد اس کا اصل سے مقابلہ کیا جاتا ہے اور تصحیف اور تحریف کو درست کیا جاتا ہے۔لیکن ناسخ اور مقابلہ کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں اس لئے ہزار کوشش کے بعد بھی بتقاضائے بشریت ہر نسخہ میں کچھ تصحیف وتحریف رہ جاتی ہے۔

بنابریں کوئی بھی نسخہ تصحیف وتحریف سے مکمل پاک نہیں ہوتا البتہ جس نسخہ میں تصحیف وتحریف سب سے کم ہو وہی نسخہ سب سے زیادہ معتبر ہوتا ہے، اور محقق بھی یہ بات کہہ کر یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نسخہ سب سے بہترین ہے۔

رہی بات یہ کہ ہم نے یہ بات نقل نہیں کی تو عرض ہے کہ ہم نے اس سے پہلے موجود ''اصح النسخ'' والی بات بھی تو نقل نہیں کی تھی، ہم تو صرف یہ دکھا رہے تھے کہ محقق کے بقول اس نسخہ کے بعض حروف پڑھنے کے قابل نہیں ہیں، اس لئے صرف اتنے الفاظ نقل کئے جن میں یہ بات تھی، باقی اگلے جملے کا اس سے تعلق نہیں تھا اس لئے اسے نقل نہ کیا۔اور یہ اگلا جملہ ہمارے خلاف بھی تو نہیں ہے کہ یہ شک کیا جائے کہ اسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا گیا بلکہ یہ تو الحمد للہ ہمارے حق میں ہی ہے۔لیکن متعلقہ مقام پر اسے نقل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مغربی طباعت کے محقق سعید اعراب زیر بحث روایت میں موجود لفظ ''الشندوة'' ٹھیک سے پڑھ نہیں سکے جس کو انہوں نے اندازے سے ''السرة'' بنا دیا جو کہ غلط ہے۔

مغربی طباعت اور اوقاف کا نسخہ

واضح رہے کہ اس روایت کی تحقیق میں ان کے سامنے صرف یہی ایک مخطوطہ تھا، اور اس جلد کی تحقیق میں ان کے سامنے جو دوسرا مخطوطہ تھا اس میں یہ حصہ تھا ہی نہیں جیسا کہ خود محقق نے شہادت دے دی ہے جس کی تفصیل ہم ''انوارالبدر'' میں پیش کر چکے ہیں۔

لیکن اجماع والوں کی ہٹ دھرمی اور ضد دیکھئے کہ مدعی سست گواہ چست کے اصول پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ اوقاف کے نسخہ میں "التندوة"نہیں ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اوقاف کے نسخہ میں "السرة"موجود نہ ہو کیونکہ یہ بات محال ہے کہ ایک لفظ مخطوطات میں نہ ہو مگر ایک محقق اس کو اپنی طرف سے بڑھا دے، لہٰذا ہمارے نزدیک "التمهيد" کے محقق شیخ سعید اعراب صاحب کو اوقاف کے نسخہ سے کچھ نہ کچھ اشارہ ضرور ملا ہوگا کہ یہاں پر "السرة" ہونا چاہے نہ کہ "التندوة" ''[الاجماع شمارہ: ۸، ص: ۵]

عرض ہے کہ:

یہاں محقق نے اپنی طرف سے کوئی لفظ بڑھایا نہیں ہے بلکہ استنبول والے مخطوطہ میں موجود ایک لفظ کو غلط پڑھ کر اسی کو تبدیل کیا ہے، اور محقق نے یہ ہرگز نہیں کہا ہے کہ اوقاف کے نسخہ میں "التندوة"نہیں ہے، بلکہ محقق نے یہ کہا ہے کہ "التندوة"استنبول کے نسخہ میں ہے اور اوقاف کے نسخہ کے بارے میں محقق نے یہ کہا کہ اوقاف کے نسخہ میں یہ لفظ اور یہ حصہ موجود ہی نہیں ہے۔

اس لئے "الاجماع" والے اجماع کے نام پر زور زبردستی قیاس آرائی نہ کریں، جب محقق نے پوری صراحت کے ساتھ کہہ دیا کہ اوقاف والے نسخہ میں یہ لفظ موجود ہی نہیں تو زور زبردستی اس میں اس کے وجود کا گمان کرنا اور یہ کہنا کہ محقق کو اس سے اشارہ ملا ہوگا، انتہائی لایعنی اور بالکل خلاف حقیقت بات ہے، اگر ایسا ہی تھا تو محقق اس لفظ کے لئے استنبول کے بجائے اوقاف والے نسخہ ہی کا حوالہ دیتے، اور یہ کہتے کہ اوقاف والے نسخہ میں "السرة" ہے اور استنبول والے نسخہ میں "التندوة" ہے، لیکن محقق نے ایسا بالکل نہیں کہا ہے بلکہ انہوں نے اس لفظ کے لئے صرف اور صرف استنبول والے نسخہ کا حوالہ دیا ہے اور اوقاف والے

نسخہ میں اس کے وجود ہی سے انکار کیا ہے۔

واضح رہے کہ ''اوقاف''، یہ نسخہ کہ اصل نسبت نہیں ہے، ''التھمید'' کے کسی بھی محقق نے ''التھمید'' کے کسی بھی مخطوطہ کو اوقاف کی طرف منسوب نہیں کیا ہے، دراصل ''التھمید'' کو سب سے پہلے اوقاف والوں نے چھپوایا اور انہیں حضرات نے شروع میں مختلف لائبریوں سے جو مخطوطات فراہم کئے تھے ان مخطوطات کو محقق نے اوقاف کی طرف منسوب کیا ہے، اور اس ضمن میں ہر نسخہ کا واضح تعارف نہیں کرایا ہے، لیکن جب ہم دیگر محققین کے مطبوعہ نسخوں اور ان کے مقدمہ میں نسخوں کا تعارف دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ نقص والا نسخہ مکتبہ تیموریہ کا ہے، اور اس میں اس روایت سے پہلے اور بعد کا حصہ موجود ہے، مگر یہ روایت موجود ہی نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو آگے اس نسخہ کا اسکین جس میں یہ پوری روایت ہی ساقط ہے:
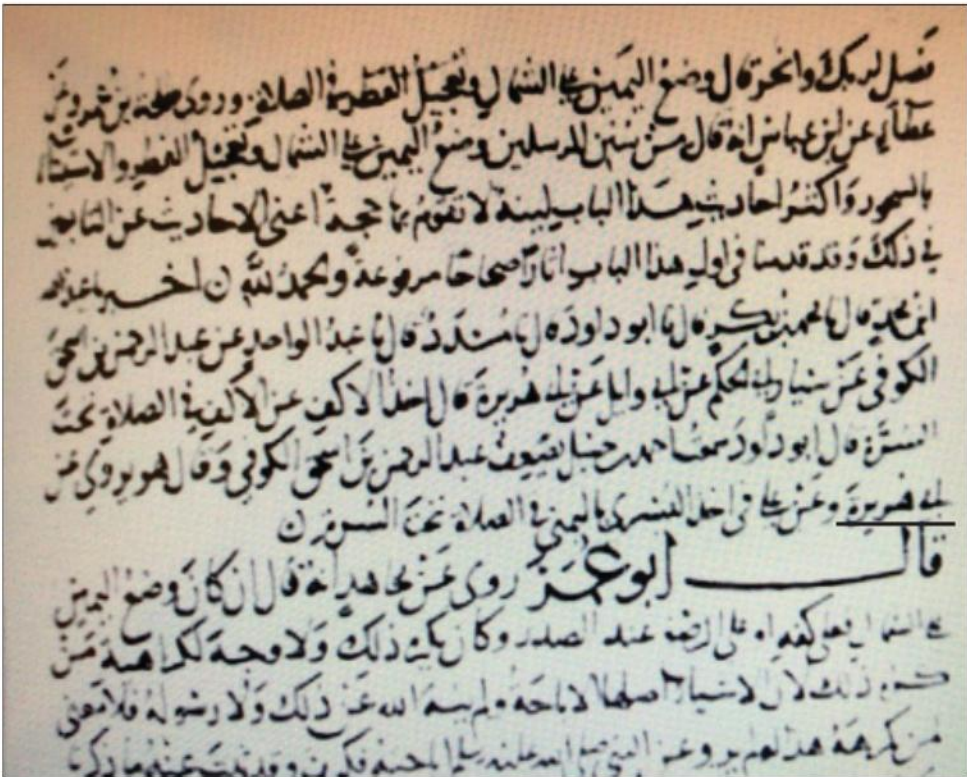
اجماع والوں نے میڈیکل ڈاکٹر دکتور عبدالمعطی قلعجی کے مطبوعہ نسخہ کا اسکین پیش کیا ہے، انہوں نے بھی اپنے نسخہ میں لکھا ہے کہ تیمو یہ کے نسخہ سے یہ روایت ساقط ہے ۔ دیکھئے: (التمهيد لابن عبدالبر ، تحقيق عبدالمعطی قلعجی: ج:۲۴، ص: ۱۱۰، حاشیه: ۱)

الغرض کہ مغربی طباعت کے محقق کے سامنے زیر بحث روایت کے لئے صرف اور صرف ایک ہی مخطوطہ تھا، اور اس میں لفظ "الثندوة" کو ٹھیک طرح سے وہ پڑھ نہیں سکے اس لئے اندازے سے اسے "السرة" بنادیا۔

''الاجماع'' والوں کے پیش کردہ مطبوعہ نسخوں کی حیثیت

بہرحال جب پہلی بار "التمهيد" چھپی اور اس میں اس روایت کے اندر محقق نے غلطی سے "الثندوة" کو "السرة" بنادیا تو اس کے بعد کئی ایک لوگوں نے اسی پہلے ایڈیشن ہی کو دوبارہ چھاپا کیونکہ پہلا ایڈیشن آج کی طرح خوبصورت کمپوزنگ کے ساتھ نہیں چھپا تھا، اس لئے بعض نے اسے دوبارہ کمپوز کر کے چھاپا، اور بعض نے عربی عبارات پر تشکیل کے لئے بھی اسے دوبارہ چھاپا، اور بعض نے روایات کی تخریج کے لئے اسے دوبارہ چھاپا اور بعض نے فقہی اعتبار سے اسے الگ سے مرتب کرتے ہوئے اسے دوبارہ چھاپا، ان حضرات نے اس کتاب کی نئے سرے سے تحقیق نہیں کی ہے جیسا کہ" الاجماع" والوں نے قارئین کو مغالطہ دیا ہے، بلکہ انہوں نے محض پہلے ایڈیشن ہی سے نقل کر کے دوسرا نسخہ تیار کیا ہے،" الاجماع" والوں کی طرف سے پیش کردہ درج ذیل نسخوں کا یہی حال ہے:

۱۔ نسخہ محمد عبدالقادر عطاء

۲۔ نسخہ محمد بن ریاض الاحمد

۳۔ نسخہ عبدالرزاق المهدی

۴۔ نسخہ شہاب الدین ابوعمر

۵۔ هداية المستفيد من كتاب التمهيد

۶۔ فتح البر في الترتيب الفقهي لتمهيد ابن عبدالبر

مذکورہ بالا سبھی مطبوعہ نسخوں میں سے کوئی بھی نسخہ قلمی مخطوطات کو سامنے رکھ کر تیار نہیں کیا گیا ہے، بلکہ پہلے

سے طبع شدہ مغربی نسخے ہی سے تیار کیا گیا ہے، قارئین ان نسخوں کو اٹھا اٹھا کر دیکھ لیں ان میں سے کسی بھی نسخہ کے مرتب یا محقق نے یہ دعویٰ کیا ہی نہیں ہے کہ اس نے قلمی مخطوطات کو سامنے رکھ کر اسے تیار کیا ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی بھی نسخہ میں کسی قلمی نسخہ کا کوئی تعارف ہے۔

جبکہ یہ معروف بات ہے کہ جب کسی کتاب کی حقیقی تحقیق کی جاتی ہے تو محقق شروع میں ان قلمی نسخوں کا تعارف پیش کرتا ہے بلکہ بعض صفحات کے اسکین بھی دیتا ہے جن کو سامنے رکھ کر وہ کتاب کی تحقیق کرتا ہے، لیکن قارئین آپ یہ سارے نسخے اٹھا کر دیکھ لیں ان میں سے کسی بھی نسخہ میں یہ بات قطعاً نہیں ہے۔

دراصل یہ سارے نسخے حقیقی معنوں میں الگ الگ تحقیق شدہ نسخے نہیں ہیں بلکہ سب ایک ہی نسخے یعنی ”**التمهيد**“ کی پہلی طباعت سے تیار کیے گیے ہیں، اس کی زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ ان تمام نسخوں کا مواد پوری طرح سے مغربی طباعت والے نسخے کے مواد سے میچ ہوتا ہے، کوئی بھی موازنہ کرکے دیکھ لے۔

لہٰذا جب حقیقت حال یہ ہے کہ یہ سارے نسخے اصلی معنوں میں تحقیقی نسخے ہیں ہی نہیں، بلکہ ایک ہی نسخوں سے نقل کئے گئے ہیں تو ظاہر ہے کہ جب پہلے نسخہ میں جو غلطی ہوگی وہ ان سارے نسخوں میں بھی نقل ہوگی، اس طرح ان سارے نسخوں کی حیثیت دراصل ایک ہی نسخے کی ہے۔

اس وضاحت سے ”الاجماع“ والوں کی یہ بے چینی دور ہوجانی چاہئے کہ ہم نے ”انوارالبدر“ میں ان مطبوعہ نسخوں کے حوالے کیوں نہیں دئے۔

محترم! ہم نے ”انوارالبدر“ میں مغربی طباعت کا حوالہ اوراسکین دیا ہے، وہ ایک حوالہ ہی مذکورہ تمام نسخوں کے حوالے کے برابر ہے کیونکہ یہ سارے نسخے اسی مغربی مطبوعہ نسخے ہی سے تیار کئے گئے ہیں۔

نوٹ:

ہم یہ وضاحت کرچکے ہیں کہ ”الاجماع“ والوں کی طرف سے پیش کردہ مذکورہ نسخوں میں سے کسی بھی مطبوعہ نسخے میں قلمی نسخے لیکر تحقیق کا دعویٰ بھی نہیں ہے، لیکن ان میں شہاب الدین ابوعمر کا جونسخہ ہے اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے:

”طبعة محققة ومقابلة علي أصول خطية“

اور نیچے لکھا ہے:

”حققه وضبطه، شهاب الدين ابو عمر“

یہاں نیچے کی سطر میں تحقیق وضبط کا جو کام ہے، محض یہ کام اس نسخے میں شہاب الدین ابوعمر صاحب کا ہے، وہ بھی اس معنی میں کہ انہوں نے مغربی طباعت والے نسخے سے اسے نقل کر کے اس کی پروف ریڈنگ کی ہے، لیکن اوپر کا جو جملہ ہے جس میں اصل تحقیق اور خطی نسخوں سے تقابل کی بات ہے اس سے مراد شہاب الدین ابوعمر کا کام نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مغربی طباعت والوں ہی کا کام ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نسخہ میں شہاب الدین ابوعمر صاحب نے کسی بھی قلمی نسخے سے تحقیق یا مقابلہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی قلمی نسخے کا اسکین پیش کیا ہے، جیسا کہ اصل تحقیق کا دستور ہے، مزید یہ کہ اس نسخہ کا مواد پوری طرح مغربی طباعت والے نسخہ سے میچ کرتا ہے۔

دراصل یہ ایک طرح کی تدلیس ہے، صرف کتاب کی مارکیٹنگ کے لئے یہ جملہ اس طرح لکھ دیا گیا ہے کہ محض ٹائٹل دیکھنے والے کو لگے کہ یہ کوئی نئی تحقیق ہے، لیکن کتاب کھولتے ہی اس کی پول کھل جاتی ہے۔

الغرض یہ کہ ”الاجماع“ والوں کی طرف سے پیش کردہ مذکورہ چھ (٦) نسخوں کی کوئی علیحدہ حیثیت نہیں بلکہ یہ سب ایک ہی نسخے سے یعنی مغربی طباعت والے نسخے سے نقل کئے گئے ہیں اور ہم ماقبل میں واضح کر چکے ہیں کہ اس مغربی طباعت کے اس محقق نے کس طرح غلطی کی ہے۔

باقی دونسخوں کی حقیقت

البتہ ”الاجماع“ والوں نے مذکورہ نسخوں کے علاوہ دو اور نسخہ پیش کیا ہے ان دونوں نسخوں کے محقق نے بے شک اصل تحقیق کا دعویٰ کیا ہے، اور مقدمہ میں قلمی نسخوں کا تعارف بھی کرایا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی یہ دونوں نسخے ناقابل اعتبار ہیں تفصیل ملاحظہ ہو:

میڈیکل ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی کا نسخہ

جس طرح ہندوستان میں بہت سارے بردرز عصری علوم حاصل کرتے ہیں پھر اپنا میدان چھوڑ کر اسلامی اسکالر بنتے جاتے ہیں ایسے ہی عالم عرب میں بھی بہت سارے بردرز ہیں، انہیں میں سے ایک عبدالمعطی قلعجی ہیں جو میڈیکل ڈاکٹر ہیں اور تدلیس سے کام لیتے ہوئے خود کو دکتور لکھتے ہیں جس سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ شاید شرعی علوم میں دکتور ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسی لئے ان صاحب کو خبیث تدلیس والا کہا ہے۔ دیکھئے: [سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: ۱۲/ ۴۸۱]

بہرحال یہ میڈیکل ڈاکٹر ہیں لیکن موصوف نے علوم حدیث وغیرہ سے متعلق کتابوں کی تحقیق کا شوق پال رکھا ہے اور اپنی ہر تحقیق میں عجیب گل کھلاتے ہیں، اسی لئے باذوق باحثین کے یہاں سب سے بدترین تحقیق انہیں کی ہوتی ہے۔

اس کتاب یعنی "التمهيد" میں بھی انہوں نے عجیب وغریب گل کھلائے ہیں، مثلاً سب سے بڑا لطیفہ یہی دیکھئے کہ حضرت نے یہ دعویٰ کردیا کہ انہوں نے بیس سے زائد قلمی نسخوں سے تحقیق کی ہے، حالانکہ موصوف نے صرف سات (۷) ہی مخطوطات سے تحقیق کی ہے جیسا کہ مقدمہ میں انہوں نے سات (۷) مخطوطات کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: [التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق عبدالمعطى قلعجى: ص: ۷۳۹ تا ۷۴۶]

لیکن چونکہ انہوں نے "التمهيد" کی پہلی مغربی طباعت کو بھی سامنے رکھا ہے اس لئے مغربی طباعت والوں نے جن مخطوطات سے تحقیق کی تھی ان مخطوطات کو بھی اپنے کھاتے میں ڈال دیا اور یوں لکھا:

"ومعلوم أن الإبرازة المغربية اعتمدت علي حوالي (۱۵) نسخة خطية متفرقة اعمدتها كلها وقابلت عليها مدققا ومصححا إلي الصواب من كلام أبي عمر ابن عبدالبر فصار المجموع (۲۲) نسخة خطية"

''یہ بات معلوم ہے کہ مغربی طباعت نے تقریباً (۱۵) متفرق مخطوطات پر اعتماد کیا ہے، میں نے بھی ان سب پر (یعنی مطبوعہ نسخہ کے ذریعہ) اعتماد کیا ہے، اور اس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے ابن عبدالبر کی عبارات کی اصلاح کی ہے تو اس طرح کل (۲۲) مخطوطات ہو گئے'' دیکھئے: [التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق عبدالمعطى قلعجى: ص: ۷۳۹]

قارئین دیکھئے اس میڈیکل ڈاکٹر کی دھاندھلی بازی!

کس طرح زور زبردستی موصوف نے محض مغربی طباعت کے مطبوعہ نسخہ کو سامنے رکھ کر مغربی طباعت والوں کے مخطوطات کو بھی اپنے کھاتے میں ڈال دیا اور مجموعی تعداد (۲۲) تک پہنچادی، سبحان اللہ!

حالانکہ انہوں نے جن سات (۷) مخطوطات کو سامنے رکھا ہے ان میں سے بھی بعض مخطوطات مغربی طباعت والوں کے مخطوطات میں شامل ہیں۔ پھر بھی یہ صاحب پتہ نہیں کس طرح حساب لگا کر مخطوطات کی

مجموعی تعداد (۲۲) بتلا رہے ہیں ۔ اس اعتبار سے تو یہ میڈیکل ڈاکٹر بھی کہلانے کے لائق نہیں چہ جائے کہ علمی طور پر انہیں دکتور کہا جائے ۔

قارئین کرام !

یہیں سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ عبدالمعطی صاحب کے نسخہ میں "الشندوة" کی جگہ "السرة" کیوں ہے؟

دراصل موصوف کی کل کائنات "التمهيد" کا پہلا مطبوعہ نسخہ ہی ہے، یہ صاحب نہ صرف یہ کہ اس مطبوعہ نسخہ پر اعتماد کررہے ہیں بلکہ اس کے سہارے دوسرے قلمی نسخوں میں موجود ابن عبدالبر کی عبارات بھی درست کرنے کا دعویٰ کررہے ہیں، اب ظاہر ہے کہ جب اس مطبوعہ نسخہ میں بھی "السرة" ہی ہے تو ان کے نسخے میں بھی یہی لفظ رہے گا ۔

مزید تسلی کے لئے ہم یہ بھی واضح کر دیتے ہیں کہ ان کے پیش نظر سات (۷) مخطوطات میں سے صرف اور صرف دو مخطوطات ہی میں زیر بحث روایت والا حصہ ہے ۔

✷ ایک مخطوطہ دارالکتب المصریہ رقم (۷۱۶) کا ہے ۔ دیکھئے :(التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق عبدالمعطی قلعجی: ص: ۷۳۹)

✷ اور دوسرا مخطوطہ دار الکتب المصریہ رقم (۳۱۵) کا ہے ۔ دیکھئے :(التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق عبدالمعطی قلعجی: ص: ۷۴۶)

ان دونوں مخطوطات میں "الشندوة" ہی کا لفظ ہے جیسا کہ ہم ان دونوں کا اسکین پیش کر چکے ہیں دیکھئے یہی مجلہ صفحہ (۱۱) اور صفحہ (۱۸)

ان دونوں کے علاوہ ایک مخطوطہ مکتبہ تیموریہ کا بھی ہے لیکن اس میں گرچہ اس روایت سے آگے پیچھے کا حصہ ہے لیکن عین یہ روایت جس مقام پر تھی اس مقام سے یہ روایت والا حصہ غائب ہے ۔ اس کا اسکین دیا جا چکا ہے دیکھیں: ص: (۳۶)

خود عبدالمعطی صاحب نے بھی اپنے نسخہ میں اس مقام پر زیر بحث روایت اور اس سے ماقبل کی سطر کو بریکٹ [ ] میں رکھ کر حاشیہ میں لکھا ہے کہ:

"مابين الحاصرتين سقط في (ت)"

''یعنی بریکٹ کی عبارت ت (یعنی نسخہ تیموریہ) سے ساقط ہے'' دیکھئے :[التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق

عبدالمعطی قلعجی: ج:۲۴، ص:۱۱۰، حاشیہ:۱]

یعنی عبدالمعطی صاحب کے پاس صرف اور صرف دو ہی مخطوطات تھے جن میں یہ روایت تھی اور ان دونوں مخطوطات میں ”الشندوۃ“ ہی کا لفظ ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عبدالمعطی صاحب نے مغرب کے مطبوعہ نسخہ ہی پر اعتماد کیا ہے اور جس طرح مغرب کے مطبوعہ نسخہ میں اس روایت میں ”السرۃ“ تھا ویسے انہوں نے بھی نقل کردیا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ موصوف نے اپنی تحقیق میں ہر ہر لفظ کا دقت کے ساتھ مقابلہ کیا ہی نہیں ہے بلکہ سرسری نظر ڈال کر تحقیق کا دعویٰ کرلیا، چنانچہ موصوف نے اس لفظ کا مقابلہ اپنے پاس موجود مخطوطات سے کیا ہی نہیں، بلکہ سرسری طور پر صرف پوری روایت دیکھ کر آگے بڑھ گئے۔

کیونکہ ایک مخطوطہ میں پوری روایت موجود نہیں تھی تو اس کی وضاحت کردی، مگر ایک لفظ دونوں مخطوطات میں ”الشندوۃ“ تھا اور صرف مطبوعہ نسخہ میں ”السرۃ“ تھا اس کی کوئی بھی وضاحت نہیں کی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ زیر بحث مسئلہ میں عبدالمعطی صاحب کے نسخہ کی بھی کوئی علیحدہ حیثیت نہیں ہے بلکہ انہوں نے مغرب کے مطبوعہ نسخہ ہی سے یہ روایت نقل کرکے اسی غلطی کو دہرادیا ہے۔

شیخ اسامہ بن ابراہیم کا نسخہ

رہی بات شیخ اسامہ بن ابراہیم کے نسخہ کی تو اس مسئلہ میں اس نسخہ کا حوالہ بھی بے سود ہے، کیونکہ شیخ اسامہ بن ابراہیم بھی مغربی مطبوعہ نسخہ سے دھوکہ کھا گئے ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی تحقیق میں اصل مغربی مطبوعہ نسخہ ہی کو بنایا ہے۔ چنانچہ موصوف خود لکھتے ہیں:

”قمت بمقابلة الطبعة الأولي للكتاب التي طبعت بمعرفة وزارة الأوقاف المغربية علٰي عدد من النسخ الخطية التي ياتي الحديث عن وصفها بالتفصيل“

”التمہید“ کی جو پہلی طباعت ہے جسے وزارۃ الاوقاف المغربیہ نے چھاپا ہے، میں نے اسی نسخے کو لیکر اس کا مقابلہ چند مخطوطات سے کیا ہے جن کا تعارف آگے تفصیل سے آرہا ہے“ [التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق اسامه بن ابراهيم، ج:۱، ص:۷۰]

شیخ اسامہ بن ابراہیم کے اس بیان سے یہ واضح ہوگیا کہ انہوں نے اس کتاب کی تحقیق میں مغربی طباعت ہی کو اصل بنایا ہے پھران کو اس کتاب کے جو مخطوطات ملے ان سے اس مطبوعہ نسخہ کا مقابلہ بھی کیا ہے، اوراس کتاب کے جس حصہ سے متعلق ان کو کوئی مخطوطہ نہیں ملا اسے پہلی طباعت ہی پر اعتماد کرتے ہوئے درج کیا ہے۔ جیسا کہ موصوف لکھتے ہیں:

”وهنالك مواضع لم أستطع فيها الوقوف علي أصول لمقابلتها علي المطبوع فاعتمدت فيها علي المطبوع“

''اوراس کتاب کے کچھ حصے ایسے ہیں جن کے اصل مخطوطات مجھے نہیں مل سکے ایسے مقامات پر میں نے مطبوعہ نسخہ (یعنی مغربی مطبوعہ نسخہ) پر ہی اعتماد کیا ہے'' [التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق اسامه بن ابراهيم، ج: ۱، ص: ۸۳]

شیخ اسامہ بن ابراہیم کی ان توضیحات سے واضح ہے انہوں نے ”التمهيد“ کے پہلے مغربی مطبوعہ نسخہ ہی کو اصل بنایا ہے اوراس نسخہ کے جن جن حصوں کے مخطوطات ان کو ملے ان حصوں کا ان مخطوطات سے مقابلہ بھی کیا ہے۔

ایسے حالات میں اگر مقابلہ میں کہیں بھی چوک ہوگی تو ظاہر ہے کہ ان کے نسخہ میں بھی وہاں وہی الفاظ ہوں گے جو پہلے مطبوعہ نسخہ میں تھے۔

اور زیر بحث مسئلہ میں ایسا ہی ہوا ہے، چنانچہ زیر بحث روایت جس مقام پر ہے اس مقام سے متعلق شیخ اسامہ بن ابراہیم کو تین مخطوطات ملے ہیں۔

✷ پہلا مخطوطہ مخطوطہ دارالکتب المصر یہ رقم (۷۱۶) کا ہے۔[التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق اسامه بن ابراهيم، ج: ۱، ص: ۷۷]

✷ دوسرا مخطوطہ دارالکتب المصر یہ رقم (۳۱۵) کا ہے۔[التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق اسامه بن ابراهيم، ج: ۱، ص: ۷۸]

✷ تیسرا مخطوطہ کوبریلی، الجزء التاسع رقم (۳۴۹) کا ہے۔[التمهيد لابن عبدالبر، تحقيق اسامه بن ابراهيم، ج: ۱، ص: ۸۲]

ان تینوں مخطوطات میں ”الشندوة“ ہی کا لفظ ہے جیسا کہ ہم ان تینوں کا اسکین پیش کر چکے ہیں دیکھئے یہی مجلہ صفحہ (۱۱)، صفحہ (۱۸) اور صفحہ (۲۰)

ان تینوں کے علاوہ ایک مخطوطہ مکتبہ تیموریہ کا بھی ان کے پاس تھا لیکن اس میں گرچہ اس روایت سے آگے پیچھے کا حصہ ہے لیکن عین یہ روایت جس مقام پر تھی اس مقام سے یہ روایت والا حصہ غائب ہے اس کی وضاحت ماقبل میں ہم کر چکے ہیں دیکھئے یہی مجلہ ص (۳۵ تا ۳۶)

قارئین کرام!

اب غور فرمائیں کہ شیخ اسامہ بن ابراہیم کے پاس موجود تینوں مخطوطات میں "الشندوۃ" ہی کا لفظ تھا تو پھر آخر انہوں نے "السرۃ" کا لفظ کیسے درج کر دیا؟

اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ اس مقام پر موصوف اس مغربی مطبوعہ نسخہ ہی سے دھوکہ کھا گئے ہیں جس کو اصل بنا کر وہ اپنا نسخہ تیار کر رہے تھے اور خاص اس لفظ کا مقابلہ نہیں کر سکے ورنہ جب تین کے تینوں مخطوطات میں "الثندوۃ" تھا تو انہیں کم از کم نسخوں کا اختلاف تو بتلانا چاہئے تھا جیسا کہ تحقیق کا اصول ہے۔

لیکن شیخ اسامہ بن ابراہیم کا یہاں پر نسخوں کا اختلاف نہ بتلانا صاف دلیل ہے کہ آں جناب خاص اس لفظ کا مقابلہ اپنے پاس موجود مخطوطات کے الفاظ سے نہیں کر سکے ہیں۔

میں نے بذات خود شیخ اسامہ بن ابراہیم سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور ان کے سامنے یہی بات رکھی کہ آپ نے جن مخطوطات کے سہارے کتاب کے اس حصہ کی تحقیق کی ہے ان تمام مخطوطات میں یہاں "الثندوۃ" ہی ہے پھر آپ نے اپنی تحقیق میں یہاں "السرۃ" کیسے درج کر دیا تو موصوف نے جواب دینے کے لئے تین دن کا وقت مانگا لیکن پھر میں نے تقریباً ایک ہفتہ بعد ان سے یہ سوال دہرایا تو آں جناب نے کہا کہ میں ابھی تک مراجعہ نہیں کر سکا، پھر دس پندرہ دن کے بعد میں نے رابطہ کیا تو موصوف نے کہا کہ مجھے اور وقت دیں میرے پاس ابھی وہ مخطوطات نہیں ہیں جنہیں لیکر میں نے تحقیق کی تھی۔

بہر حال شیخ اسامہ بن ابراہیم نے جواب دینے کے لئے مزید وقت مانگا ہے لیکن تا حال وہ ہماری بات کو غلط نہیں کہہ سکے ہیں اور ہماری پیش کردہ تفصیلات کی روشنی میں ہر شخص یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ بلا شبہ شیخ اسامہ بن ابراہیم صاحب سے بھی چوک ہوئی ہے اور چونکہ انہوں نے بھی اپنی تحقیق میں "التمھید" کی پہلی طباعت ہی کو اصل بنایا ہے اس لئے اس روایت کے معاملے میں ان کے نسخہ کا حوالہ بھی مفید نہیں۔

قارئین کرام!

مذکورہ بالا تفصیلات سے آپ یہ جان چکے ہیں کہ "الاجماع" والوں نے جتنے بھی مطبوعہ نسخوں کا حوالہ دیا

جن میں "السرۃ" کا لفظ ہے ان سب کا ماخذ ایک ہی مطبوعہ نسخہ ہے جو سب سے پہلے چھپا تھا جس کے محقق نے غلط فہمی میں "الشنذوۃ" کو "السرۃ" بنا دیا تھا۔ اس اعتبار سے ان سارے نسخوں کی حیثیت ایک ہی نسخے کی ہے۔

اب آیئے ہم آپ کے سامنے "التمھید" کے ان مطبوعہ نسخوں کا حوالہ دیتے ہیں جن کے محققین نے باقاعدہ قلمی نسخوں سے "التمھید" کی تحقیق کی ہے اور اپنے نسخہ میں صحیح لفظ "الشنذوۃ" ہی درج کیا ہے۔

دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی تحقیق والا نسخہ

"التمھید" کی مغربی طباعت کے بعد دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے اسی کتاب کی تحقیق کی ہے اور ان کی تحقیق میں زیر بحث روایت کو شامل جتنے بھی مخطوطات تھے سب میں "الشنذوۃ" ہی کا لفظ ہے۔

یہ کل تین مخطوطات تھے جن کی تفصیل یہ ہے:

✷ پہلا مخطوطہ:

✷ دار الکتب المصریہ رقم (۷۱۶) سے مصور معھد المخطوطات کا مخطوطہ رقم (۱۶۴) دیکھئے: [موسوعة شروح الموطأ، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، ج: ۱، ص: ۱۷۴]

✷ دوسرا مخطوطہ:

✷ دار الکتب المصریہ رقم (۳۱۵) سے مصور معھد المخطوطات کا مخطوطہ رقم (۱٦٦)۔ دیکھئے: [موسوعة شروح الموطأ، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، ج: ۱، ص: ۱۷۵]

✷ تیسرا مخطوطہ:

✷ نسخہ کوبریلی، الجزء التاسع رقم (۳۴۹) کا مخطوطہ۔ دیکھئے: [موسوعة شروح الموطأ، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، ج: ۱، ص: ۱٦۵، ۱٦٦]

ان تینوں مخطوطات میں "الشنذوۃ" ہی کا لفظ ہے ہم ان تینوں مخطوطات کے اسکین پیش کر چکے ہیں دیکھئے اسی مجلہ کے صفحات (۱۱، ۱۸، ۲۰)

اب آگے اس مطبوعہ نسخے کے اسکین ملاحظہ ہوں:

موسوعۃ شروح المؤطا، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

موسوعة

شروح الموطأ

للإمام مالك بن أنس

المتوفى سنة ١٧٩هـ

التمهيد والاستذكار

لأبي عمر يوسف بن عبدالله بن عبدالبر

المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

القبس

لأبي بكر محمد بن عبدالله ابن العربي المالكي

المتوفى سنة ٥٤٣هـ

تحقيق

الدكتور عبدالله بن عبدالمحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور / عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

موسوعۃ شروح المؤطا، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی

الموطأ ....

التمهيد

وروَاه حمادُ بنُ سَلمةَ ، عن عاصمِ الجَحْدَريّ ، عن عُقبةَ بنِ صهبانَ ، عن عليٍّ مثلَه سواءً .

ذكرَ الأثرمُ ، قال : حدَّثنا أبو الوَليدِ الطَّيالِسيُّ ، قال : حدَّثنا حمَّادُ بنُ سَلمةَ ، عن عاصمٍ الجحْدَريِّ ، عن عُقبةَ بنِ صهبانَ ، سمِعَ عليًّا يقولُ في قولِ اللهِ عزَّ وجلَّ : ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾ . قال : وَضْعُ اليُمْنَى على اليُسْرَى تحتَ الثُّنْدُوةِ[1] .

قال : وحدَّثنا العباسُ بنُ الوَليدِ ، قال : حدَّثنا أبو رَجاءٍ الكُلَيبيُّ[2] ، قال : حدَّثني عمرُو بنُ مالكٍ ، عن أبي الجوزاءِ ، عن عبدِ اللهِ بنِ عباسٍ : ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ﴾ . قال : وَضْعُ اليمينِ على الشِّمالِ في الصلاةِ[3] .

ورَوَى طَلْحةُ بنُ عمرٍو ، عن عطاءٍ ، عن ابنِ عباسٍ ، أنَّه قالَ : إنَّ مِن سُنَنِ المُرْسَلِينَ وَضْعَ اليمينِ على الشِّمالِ ، وتَعْجيلَ الفِطْرِ ، والاسْتِيناءَ بالسُّحورِ[4] .

القبس ....

(۱) في م : «السرة» . والثندوة للرجل كالثدي للمرأة ، فمن ضم الثاء همز ، ومن فتحها لم يهمز . ينظر النهاية ۱/ ۲۲۳.

والأثر أخرجه البيهقي ۲/ ۲۹ من طريق حماد بن سلمة به .

(۲) سقط من : ص ۱۷، وفي الأصل : ص ۱٦، ص ۲۷: «الكلبي» ، وفي م: «الكفي» . والمثبت من التاريخ الكبير ۳/ ۳۰۹، وينظر الأنساب ٥/ ۹۱.

(۳) أخرجه البيهقي ۲/ ۳۱ من طريق أبي رجاء روح بن المسيب به .

(٤) أخرجه الطيالسي (۲۷۷٦) ، وعبد بن حميد (٦۲۳) من طريق طلحة بن عمرو به مرفوعًا .

۷۲۹

قارئین کرام!

آپ نے دیکھ لیا دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے مخطوطات یعنی قلمی نسخوں سے "التمھید" کی تحقیق کی ہے اور اس روایت میں "الشندوۃ" کا لفظ ہی درج کیا، بلکہ ساتھ ہی حاشیہ میں انہوں نے میم (م) کا رمز دے کر یہ تنبیہ بھی کر دی ہے کہ مغربی مطبوعہ نسخے میں یہاں "السرۃ" لکھا گیا ہے یعنی یہ قلمی نسخوں میں نہیں ہے لہٰذا غلط ہے۔ یاد رہے کہ دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی اپنے نسخہ کے حواشی میں میم (م) کے رمز سے مغربی مطبوعہ نسخہ ہی کو مراد لیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے خود مقدمہ میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ دیکھئے: [موسوعة شروح الموطأ، تحقیق دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، ج: ۱، ص: ۱۹۹]

ہم نے اس مطبوعہ نسخہ کا اسکین اپنی کتاب ''انوار البدر'' میں بھی پیش کیا تھا، جسے "الاجماع" والے غلط تو ثابت نہیں کر سکے البتہ سادہ لوح قارئین کو یہ پٹی پڑھائی ہے کہ یہ نسخہ ان کے پیش کردہ نسخوں کے خلاف ہے اس لئے مرجوح ہے۔

عرض ہے کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں "الاجماع" والوں کے پیش کردہ نسخوں کی پول کھول دی ہے کہ یہ سب مغربی طباعت ہی سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس کے برعکس دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے بذات خود متعدد قلمی نسخوں سے اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ ان سے پہلے مطبوعہ نسخہ میں "السرۃ" کا لفظ لکھا گیا ہے، اس کی قطعاً پیروی نہ کی بلکہ اس غلطی پر تنبیہ بھی کر دی، والحمد للہ۔

"الاجماع" والے دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی تحقیق کو غلط ثابت نہیں کر سکے تو ایک بے تکی بات یہ کہہ ڈالی کہ یہ سلفی اور غیر مقلد ہیں، یہ منطق ان حضرات نے اپنے رضاعی بھائی بریلویوں سے مستعار لی ہے کہ جس کی بات کا جواب نہ بن پڑے اسے وہابی کہہ کر جان چھڑا لو اور اپنے عوام کو مطمئن کر دو۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ اول تو کسی کے سلفی اور غیر مقلد ہونے سے اس کی بات کو ناقابل اعتماد بتلانا ہی مضحکہ خیز اور بریلوی علم کلام ہے، ورنہ پھر احناف کو چاہئے کہ وہ اعلان کر دیں کہ ان کی بات صرف احناف کے نزدیک ہی معتبر ہوگی، اور غیر حنفی ان کی بات پر بالکل اعتماد نہ کریں۔

دوسرے یہ کہ احناف سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ لوگ عقیدے میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ تو یہ حضرات کہتے ہیں کہ عقیدہ میں تقلید نہیں کی جاتی، تو عرض ہے کہ دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی عقیدہ میں سلفی ہیں یعنی عقیدہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے، جیسا کہ خود احناف کا بھی یہی کہنا ہے، لیکن فقہ میں

دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی حنبلی ہیں یعنی احناف کے تقلیدی بھائی ہی ہیں، اس لئے" الاجماع" والوں کو ان پر ہم سے بھی زیادہ اعتماد کرنا چاہے۔

"الاجماع" والوں نے ان کی کتاب اسباب اختلاف الفقہاء (۶۳، ۶۴) سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ غیر مقلد ہیں حالانکہ ان دونوں صفحات میں کہیں بھی ان کی طرف سے تقلید کا انکار نہیں ہے، بلکہ صفحہ (۶۴) کے اخیر میں تو ایک مسلک کے مقلد کو یہ ادب سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنے مسلک کے علاوہ دیگر مسالک کی باتیں بھی پڑھے ورنہ اس کے دل میں دوسرے مسلک کے خلاف اوران کے ائمہ کے خلاف نفرت پیدا ہوجائے گی۔ دیکھئے: [اسباب اختلاف الفقہاء: ص: ۶۴، آخری چار سطریں]

اس کے علاوہ دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے جو کتابیں لکھیں یا تحقیق کی ہیں ان میں چند کتابیں درج ذیل ہیں:

"(۱) اصول مذهب الإمام أحمد بن حنبل ،(۲) مناقب الإمام أحمد بن حنبل لابن الجوزي ، (۳) محنة الإمام أحمد ،(۴) الجوهر المحصل في مناقب الإمام أحمد بن حنبل،(۵) المدخل إلى مذهب الإمام أحمد بن حنبل ،(۶) الكافي في فقه الإمام أحمد ،(۷) الإقناع لطالب الانتفاع في فقه الإمام أحمد،(۸) المقنع والشرح الكبير والانصاف ، (۹) المغني لابن قدامة ،(۱۰) الفروع لابن مفلح ،(۱۱) الواضح في أصول الفقه ،(۱۲) شرح مختصر الروضة ، (۱۳) منتهى الإرادات (۱۴) هداية الراغب"۔

یہ تمام کی تمام کتابیں یا تو امام احمد رحمہ اللہ کے مناقب میں ہیں یا فقہ حنبلی میں ہیں، کیا اب بھی کسی کو شک ہوسکتا ہے کہ یہ حنبلی نہیں ہیں؟

امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد" الاجماع" والے اپنے مذہبی عالم کی تحقیق پر ضرور اعتماد کریں گے۔
اوراب بھی کچھ کسر رہ جائے تو آگے ہم ایک حنفی محقق کی تحقیق سے مطبوع "التمهيد" کا نسخہ بھی پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

”التمهيد لابن عبد البر“، تحقيق دكتور بشار عواد

سِلْسِلَةُ النُّصُوصِ المُحَقَّقَةِ

التَّمْهِيدُ

لِمَا فِي المُوَطَّأ مِنَ المَعَانِي وَالأَسَانِيدِ
فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ
لِأَبِي عُمَرَ بْنِ عَبْدِ البَرِّ النَّمَرِيِّ القُرْطُبِيِّ
٣٦٨-٤٦٣هـ / ٩٧٨-١٠٧١م

المُجَلَّدُ الثَّانِي عَشَرَ

حققه وعلق عليه

بشار عواد معروف

حسن عبد المنعم شلبي ‏ ‏ ‏ محمد بشار عواد

مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي
مركز دراسات المخطوطات الإسلامية

”التمهيد لابن عبد البر“، تحقيق دكتور بشار عواد

قال[١]: وحدَّثنا وكيعٌ، قال: حدَّثنا يزيدُ بن زيادِ بن أبي الـجَعْدِ، عن عاصِم الـجَحْدرِيِّ، عن عُقبةَ بن ظُهَيرٍ، عن عليٍّ، في قولِهِ عزَّ وجلَّ: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾ [الكوثر: ٢] قال: وضعُ اليَمِينِ على الشِّمالِ في الصَّلاةِ.

ورواهُ حمّادُ بن سَلَمةَ، عن عاصِم الـجَحْدرِيِّ، عن عُقبةَ بن صُهبانَ، عن عليٍّ مِثلَهُ سواءً[٢].

ذكرَ الأثرمُ، قال: حدَّثنا أبو الوليدِ الطَّيالِسِيُّ، قال: حدَّثنا حمّادُ بن سَلَمةَ، عن عاصِم الجحدرِيِّ، عن عُقبةَ بن صُهبانَ، سمِع عليًّا يقولُ، في قولِ الله عزَّ وجلَّ: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾. قال: وضعُ اليُمنَى على اليُسرى تحت الثَّنْدُوة.

قال: وحدَّثنا العبّاسُ بن الوليدِ، قال: حدَّثنا أبو رجاءٍ الكليبيُّ[٣]، قال: حدَّثني عَمرُو بن مالكٍ، عن أبي الـجَوْزاءِ، عن عبدِ الله بن عبّاسٍ: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ﴾. قال: وضعُ اليُمنى على الشِّمالِ في الصَّلاةِ[٤].

ورَوَى طلحةُ بن عَمرٍو، عن عَطاءٍ، عن ابن عبّاسٍ، أنَّهُ قال: إنَّ من سُننِ الـمُرسلِينَ وضعَ اليَمِينِ على الشِّمالِ، وتَعجِيلَ الفِطرِ، والاسْتِيناءَ بالسُّحُورِ[٥].

---

(١) ابن أبي شيبة في المصنَّف (٣٩٦٢).

(٢) أخرجه ابن المنذر في الأوسط ٣/ ٢٣٨ (١٢٨٠) من طريق حماد، به، وفيه: «عن أبي عقبة بن ظبيان» بدل: عقبة بن صهبان.

(٣) هذه النسبة لم ترد في ت، وفي الأصل، د٢: «الكلبي»، وفي م: «الكفي». وكلاهما خطأ، وهو روح بن المسيب، أبو رجاء الكُلَيْبي البصري. انظر: تاريخ البخاري الكبير ٣/ ٣٠٩، والجرح والتعديل لابن أبي حاتم ٣/ ٤٩٦، والأنساب للسمعاني ٤/ ٦٤٤.

(٤) أخرجه البيهقي في الكبرى ٢/ ٣١، من طريق أبي رجاء، به.

(٥) أخرجه الطيالسي (٢٧٧٦)، وعبد بن حميد (٦٢٣) من طريق طلحة بن عمرو، به مرفوعًا.

٤٢٣

دکتور بشار عواد حنفی محقق ہیں اور انہوں نے سب سے آخر میں ''التمھید'' کی تحقیق کی ہے، ان کی تحقیق سب سے جدید (Latest) تحقیق ہے، انہوں نے بھی زیر بحث روایت میں ''الثندوۃ'' کا لفظ ہی درج کیا ہے دکتور بشار عواد کے سامنے بھی زیر بحث روایت کو شامل جتنے بھی مخطوطات تھے سب میں ''الثندوۃ'' ہی کا لفظ موجود ہے۔ یہ کل تین مخطوطات تھے جن کی تفصیل یہ ہے:

✷ پہلا مخطوطہ: دار الکتب المصر یہ رقم (۷۱۶) دیکھئے: [التمھید لابن عبدالبر، تحقیق دکتور بشار عواد، ج: ۱، ص: ۳۴]

دوسرا مخطوطہ: دار الکتب المصر یہ رقم (۳۱۵) دیکھئے: [التمھید لابن عبدالبر، تحقیق دکتور بشار عواد، ج: ۱، ص: ۳۴]

تیسرا مخطوطہ: نسخہ کوبریلی، الجزء التاسع رقم (۳۴۹) کا مخطوطہ۔ دیکھئے: [التمھید لابن عبدالبر، تحقیق دکتور بشار عواد، ج: ۱، ص: ۲۴]

ان تینوں مخطوطات میں ''الثندوۃ'' ہی کا لفظ ہے ہم ان تینوں مخطوطات کے اسکین پیش کر چکے ہیں دیکھئے اسی مجلہ کے صفحات (۱۱، ۱۸، ۲۰)

قارئین کرام! اب ایک حنفی عالم کا حوالہ بھی پیش کر دیا گیا ہے امید ہے کہ احناف کم از کم اس حنفی محقق پر ضرور ایمان لائیں گے۔

حیرت ہے کہ ''الاجماع'' والوں نے غیر متعلق نسخے تو کئی پیش کئے لیکن دکتور بشار عواد والے نسخے کا پورے مضمون میں کہیں نام تک نہیں لیا ہے، بہر حال ہم نے یہ نسخہ بھی ہدیۂ قارئین کر دیا ہے والحمد للہ۔

قارئین کرام! اب تک کی تحقیق سے آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ''التمھید'' کی اس روایت میں ''السرۃ'' کا لفظ قطعاً نہیں ہے بلکہ اس میں تو ''الثندوۃ'' کا لفظ ہے جو نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے پر دلالت کرتا ہے۔

یہاں تک ہم اس روایت کے متن میں اس لفظ کی تحقیق پیش کر چکے ہیں اب ان شاء اللہ اگلے شمارہ میں اس لفظ کے مفہوم اور اس کی سند پر مکمل بحث ہوگی اور ان حقائق کو سامنے لایا جائے گا جو تقلید اور اہل تقلید کی کرشمہ سازیوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔

البتہ سر دست یہ وضاحت دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ ''الاجماع'' والوں نے اس روایت کی اسی سند کو صحیح قرار دیا ہے جو ''التمھید'' میں درج ہے، اور متن کے اعتبار سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ روایت سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل ہے، لہٰذا خود احناف کے اصول سے ہی صحیح سند سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

يثبت عن احد منهم كراهية ولو ثبت ذلك لما كانت فيه حجة
لان الحجة في السنة لمن اتبعها ومن خالفها فهو محجوج بها
ولا سيما سنة لم يثبت عن احد من الصحابة خلافها ذكر
ابو بكر ابن ابي شيبة عن يحيى ابن سعيد القطان عن ثور ابن
يزيد عن خالد ابن سعدان عن ابي زياد مولى ال دراج قال ما
رأيت فنسيت فاني لم انس ان ابا بكر رضي الله عنه كان
اذا قام الى الصلوة قام هكذا ووضع اليمنى على اليسرى
قال وحدثنا وكيع قال ثنا عبد السلام ابن شداد الجريري
ابو طالوت عن غزوان ابن جرير الضبي عن ابيه قال كان علي اذا
قام في الصلوة وضع يمينه على رسغه فلا يزال كذلك
حتى يركع متى ما ركع الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده
قال وحدثنا ابو معوية عن عبد الرحمن ابن اسحق عن زياد ابن
زيد السوائي عن ابي جحيفه عن علي قال من السنة وضع الايدي
على الايدي تحت السرر. قال وحدثنا عبد الاعلى عن
المستمر ابن الريان عن ابي الجوزاء انه كان يأمر اصحابه ان يضع
احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي. قال وحدثنا
وكيع قال ثنا يزيد ابن زياد ابن ابي الجعد عن عاصم الجحدري
عن عقبة ابن ظهير عن علي في قوله فصل لربك وانحر قال
وضع اليمين على الشمال في الصلوة ورواه حماد ابن سلمه عن
عاصم الجحدري عن عقبه ابن صهبان عن علي مثله سوا. ذكر
الاثرم قال ثنا ابو الوليد الطيالسي قال ثنا حماد ابن سلمه عن
عاصم الجحدري عن عقبه ابن صهبان سمع عليا يقول في قول
الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى على اليسرى
تحت السرة. قال وحدثنا العباس ابن الوليد قال ثنا
ابو رجا الكلبي قال ثنا عمرو ابن مالك عن ابي الجوزاء عن عبد

Total Pages 52

DATE OF PUBLICATION: 1ST OF EVERY MONTH
RNI NO. : MAHURD/2011/49422/ POSTAL REGISTRATION NO. :MCE/281/2016-2018
POSTED ON 4TH AND 5TH OF EVERY PREVIOUS MONTH

قال وحدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الجريري ابو طالوت
عن غزوان بن جرير الضبي عن ابيه قال كان علي اذا قام في الصلاة وضع
يمينه على رسغه فلا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع الا ان يصلح ثوبه او يحك
جسده قال ونا ابو معوية عن عبد الرحمن بن اسحق عن زياد بن زيد السوائي عن
ابي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع الايدي على الايدي تحت السرر قال
ونا عبد الاعلى عن المستمر بن الريان عن ابي الجوزاء انه كان يامر اصحابه ان يضع
احدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي قال وحدثنا وكيع قال حدثنا يزيد
ابن زياد بن ابي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله
فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة ورواه حماد بن سلمة
عن عاصم الجحدري عن عقبة بن صهبان عن علي مثله سواء ذكر الاثرم قال
حدثنا ابو الوليد الطيالسي قال نا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدري عن عقبة
ابن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل فصل لربك وانحر قال وضع اليمنى
على اليسرى تحت السرة قال ونا العباس بن الوليد قال نا ابو رجاء الكلبي
قال حدثني عمرو بن مالك عن ابي الجوزا عن عبد الله بن عباس فصل لربك وانحر
قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة وروى طلحة بن عمرو عن عطا عن ابن
عباس انه قال ثلاث من سنن المرسلين وضع اليمين على الشمال وتعجيل الفطر
والاستيناء بالسحور واكثر احاديث هذا الباب في وضع اليد على اليد لينة لا تقوم
بها حجة اعني الاحاديث عن التابعين في ذلك وقد قدمنا في اول هذا الباب اثارا
صحاحا مرفوعة والحمد لله. اخبرنا عبد الله بن محمد قال نا محمد بن بكر قال نا ابو داود
قال نا مسدد قال نا عبد الواحد عن عبد الرحمن بن اسحق الكوفي عن سيار ابي
الحكم عن ابي وائل عن ابي هريرة قال اخذ الاكف على الاكف في الصلاة تحت السرة
قال ابو داود سمعت احمد بن حنبل يضعف عبد الرحمن بن اسحق الكوفي وقال ابو داود وروي
عن ابي هريرة وعن علي في اخذ اليسرى باليمنى في الصلاة تحت السرة.
قال ابو عمر روي عن مجاهد انه قال ان كان وضع اليمين على الشمال فعلى
كفه او على الرسغ عند الصدر وكان يكره ذلك ولا وجه لكراهية من كره ذلك

To,